Regd. NO. P/GDP- 23.
Phone No 35.

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام!

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیحِ موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کا عارفانہ کلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

مصطفےٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دِل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں
لاجرم غیروں سے دِل اپنا چھڑایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

ادارۂ تحریر:
ایڈیٹر:- عبد الحق فضل
نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
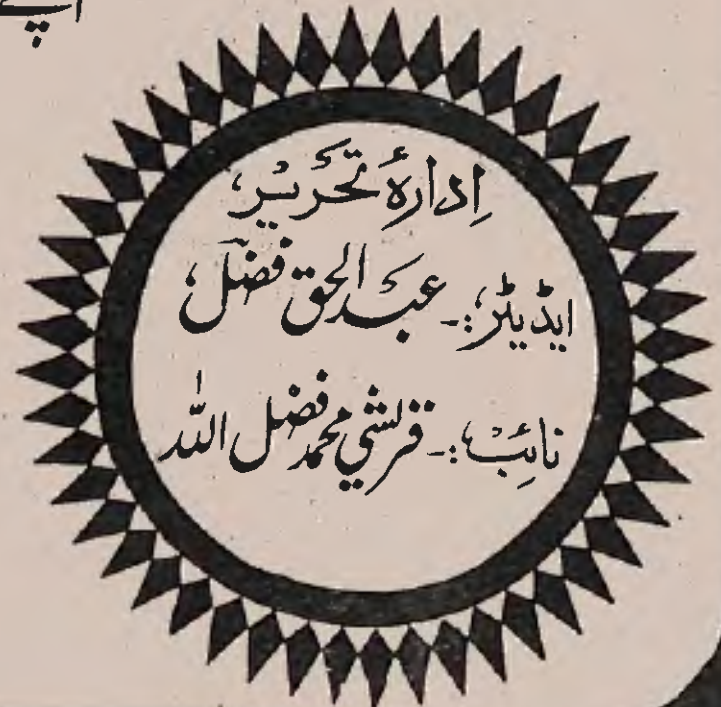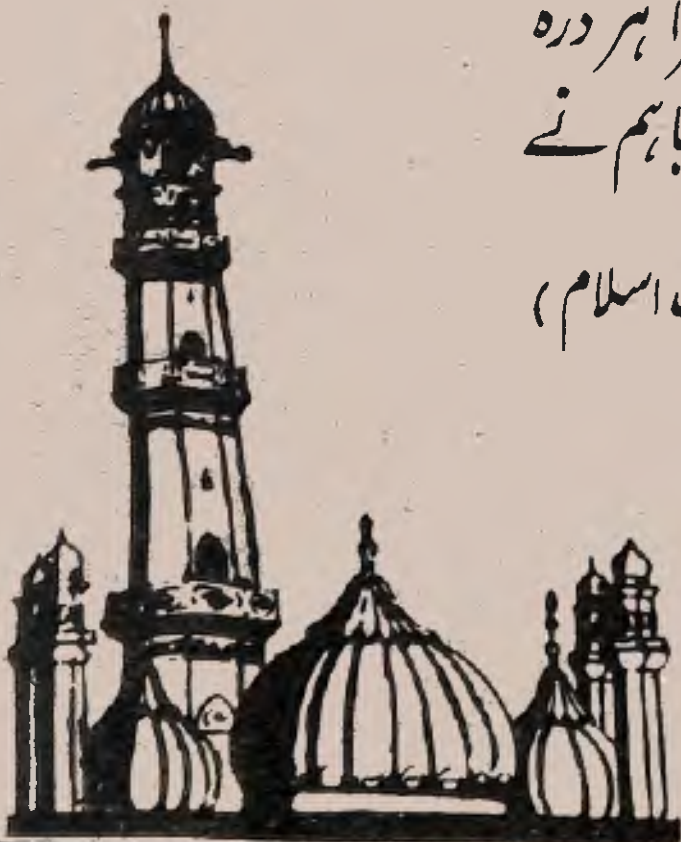
اداریہ

اِسلام میں عبادتگاہوں کا اِنتہائی اِحترام!

سیّدالانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت اگست ۵۷۰ء کو ملکِ عرب کے تاریخی شہر مکّہ مکرمہ میں ہوئی۔ اگرچہ اِس کارگاہِ عالم میں مبعوث ہونے والے اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کی مخالفت ہوئی۔ لیکن دعوئ نبوّت کے بعد سب سے زیادہ مخالفت آپؐ کی ہی ہوئی۔ قریشِ مکّہ نے دعوئ نبوّت کے بعد تیرہ ۱۳ سال تک ایسے ایسے مظالم کے پہاڑ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے چند ماننے والے مسلمانوں پر ڈھائے کہ تاریخ انسانی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور دوسری جانب صبر و استقامت کی بھی انتہا تھی کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صبر کی ہی تلقین فرماتے رہے۔ اور کبھی بھی مکّی زندگی میں مسلمانوں نے ظلم کا جواب ظلم سے نہ دیا بلکہ ؎

لیا ظُلم کا عفو سے اِنتقام

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

تیرہ ۱۳ سالہ مکّی دَور میں قریشِ مکّہ کے انتہائی مظالم برداشت کرتے ہوئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے تو چند ماہ گزرنے پر اہلِ مکّہ نے اہلِ مدینہ کو ایک چِٹھی لکھی جس کے آخر میں لکھا کہ :-

”اب جبکہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے گھروں میں پناہ دی ہے۔ ہم خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ یا تو تم مدینہ کے لوگ اس کے ساتھ لڑائی کرو۔ یا اُسے اپنے شہر سے نِکال دو۔ نہیں تو ہم سب کے سب مِل کر مدینہ پر حملہ کریں گے۔ اور مدینہ کے تمام قابلِ جنگ آدمیوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے۔“

گویا ظُلم و صبر کا نکتہ اپنے عُروج و انتہاء تک پہنچ گیا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا :-

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا (الحج : ع۱)

یعنی وہ لوگ جن سے بلاوجہ جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور اللہ اُن کی مدد پر قادر ہے۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نِکالا گیا۔ اور اگر اللہ ان (یعنی کفّار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے گرا دیئے جاتے۔

اِن آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انتہائی ظلم کے بعد انتہائی صبر کیا گیا۔ اور پھر انتہائی قدم یعنی دفاعی جنگ کی اجازت دے دی گئی۔ اور اس کی وجہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی عبادتگاہوں کی عزّت و حُرمت اور حفاظت بتائی گئی جو جان کی بازی لگاکر بھی مسلمانوں کو کرنا چاہیئے۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی دفاعی جنگ کے لئے صحابہ کرامؓ کو بھجواتے تو یہ ہدایات دیتے کہ :-

”خبردار ! مالِ غنیمت میں بد دیانتی نہ کرنا۔ اور نہ کسی قوم سے دھوکا کرنا۔ نہ دُشمن کے مقتولوں کا مُثلہ کرنا۔ اور نہ بچّوں اور عورتوں اور **مذہبی عبادت گاہوں** کے لوگوں کو قتل کرنا۔“ (ابوداؤد)

لَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ کے الفاظ میں اشارۃ النّص کے طور پر یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ غیر مسلموں سے بھی اِس اہم معاملہ میں تعاون حاصل کرنا چاہیئے۔

آج ہمارے مُلک کی بالغ نظر سیاست، جنتا پارٹی کے لیڈر ہوں یا کانگرس پارٹی کے لیڈر۔ بابری مسجد۔ متھرا کی عیدگاہ اور مساجد اور بنارس کی مساجد کے سلسلہ میں پُورا پُورا تعاون دے رہے ہیں۔ لیکن ”کارسیوا“ کے نام سے پُورے مُلک میں جو اشتعال پھیلایا جارہا ہے اس سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ خود فرقہ پرستی کے لیڈروں کو بھی سمجھانا چاہیئے کہ ان کا یہ مَوقف ہندو دھرم کی بُنیادی تعلیم کے بھی سراسر خلاف ہے۔ اور نفرت اور جبر و تشدّد کی فضا پیدا کر کے اور مُلک کی دو۲ عظیم قوموں کے درمیان ٹکراؤ پیدا کر کے قوم اور مُلک کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلا جارہا ہے۔

ہمارے سامنے دو۲ مشاہداتی مثالیں موجود ہیں کہ ہمارے سِکھ بھائیوں کی دربار صاحب عبادت گاہ کی بے حُرمتی کے نتیجہ میں بڑی تباہی ہوئی ہے۔ اور معاملہ سنبھل نہیں رہا۔ کبھی کبھی عبادت گاہوں کے احترام کے لئے جانوں کی قربانی بھی دینا پڑتی ہے۔ چنانچہ دُوسری مثال یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب پنجاب مُسلمانوں سے خالی ہوگیا تو قادیان کی مرکزی مساجد اور دُوسرے مقاماتِ مقدسہ کی حُرمت قائم رکھنے کے لئے اس پُر آشوب دَور میں ۳۱۳ درویشان کو جماعتِ احمدیّہ نے جانی قُربانی کا موقعہ دیا۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مُعجزانہ طور پر ان کو بچالیا اور اُن کی عمروں میں برکت رکھ دی۔ اُن میں سے ایک ناچیز راقم الحروف بھی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ پس عبادت گاہیں جو خُدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں وہ خود بھی روشن ہوتی ہیں اور دُوسروں کو بھی روشنی عطا کرتی ہیں ؎

کتنے پروانے جلے یہ راز پانے کیلئے ⁂ شمع جلنے کے لئے ہے یا جلانے کیلئے

عبدالحق فضل

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدُ لِلّٰہ۔

احبابِ کرام دِل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازئ عُمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر سے دُعائیں جاری رکھیں۔

بابت

۷ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ ہجری
۲۷ تبوک ۱۳۶۹ ہش
۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء

جلد : ۳۹ | شمارہ : ۳۸
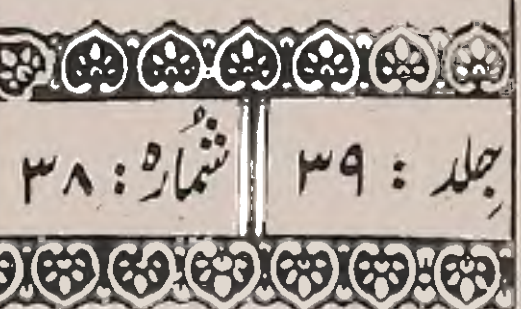
شرحِ چندہ

سالانہ ——— ۶۰ روپے
ششماہی ——— ۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک } ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ——— ایک روپیہ ۲۵ پیسے
خاص نمبر ——— تین روپے

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عُمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

پروپرائیٹر
نگران بورڈ بدر قادیان

قرآن مجید

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (سُورۃ الاحزاب : ع ۷)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اس نبی (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اُس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دُعائیں کر رہے ہیں۔ پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور اس کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو۔ اور خوب جوش و خروش سے ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔ وہ لوگ جو کہ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں اللہ اُن کو اس دنیا اور آخرت میں اپنے قرب سے محروم کر دیتا ہے۔ اور اُس نے ان کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر چھوڑا ہے۔ وہ لوگ جو کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اس کے کہ اُنہوں نے کوئی قصور کیا ہو، تکلیف دیتے ہیں، اُن لوگوں نے خطرناک جھوٹ اور کھلے کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اُوپر اٹھا لیا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

حدیث نبوی ؐ

عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ ؟ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ (مُسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ)

ترجمہ:۔ حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے یہاں تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجا جائے۔ لیکن یہ پتہ نہیں کہ آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ آپ نے فرمایا، تم مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو، اے ہمارے اللہ! تو محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج جس طرح تُو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر درود بھیجا تُو حمد اور بزرگی والا ہے۔ اے ہمارے اللہ تُو محمدؐ اور محمدؐ کی آل کو برکت عطا کر جس طرح ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کو برکت عطا کی۔ تُو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

مجھے آنحضرتؐ کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے۔ تاکہ میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر رہے ہیں، ان نوروں اور برکات، اور خوارق اور علوم لدنیہ کی رو سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۲۳)

شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی، فارسی اور اُردو عارفانہ کلام

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ — یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ
اے اللہ تعالیٰ کے فیض اور عرفان کے چشمے — لوگ سخت پیاسوں کی طرح تیری طرف دوڑتے ہیں

یَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ — تَهْوِیْ اِلَیْکَ الزُّمَرُ بِالْکِیْزَانِ
اے انعام دینے اور احسان فرمانے والے خدا کے فضل کے سمندر — لوگ فوج در فوج کوزے لئے تیری طرف تیزی سے آرہے ہیں۔

یَا شَمْسَ مُلْکِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ — نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ
اے ملکِ حسن و احسان کے آفتاب — تُو نے بیابانوں، صحراؤں اور آبادیوں کو منور کر دیا ہے

قَوْمٌ رَءَوْکَ وَاُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ — مِنْ ذٰلِکَ الْبَدْرِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ
ایک قوم تیرے دیدار سے مشرف ہوئی اور ایک جماعت نے اس بدر کی خبر سُنی جس نے مجھے اپنا فریفتہ اور شیدا بنا دیا

یَبْکُوْنَ مِنْ ذِکْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً — وَتَاَلُّمًا مِنْ لَوْعَةِ الْهِجْرَانِ
وہ تیرے جمال کی یاد سے از جہ شوق و محبت کے روتے ہیں — اور جُدائی کی جلن اور فراق کی سوزش سے آنسو بہاتے ہیں

وَاَرَی الْقُلُوْبَ لَدَی الْحَنَاجِرِ کُرْبَةً — وَاَرَی الْغُرُوْبَ تُسِیْلُهَا الْعَیْنَانِ
مَیں دیکھتا ہوں کہ دل بے قراری سے گلے تک آ گئے ہیں۔ — اور مَیں آنسو دیکھتا ہوں جو آنکھیں بہا رہی ہیں۔

یَا مَنْ غَدَا فِیْ نُوْرِهٖ وَضِیَائِهٖ — کَالنَّیِّرَیْنِ وَنَوَّرَ الْمَلَوَانِ
اے وہ جو اپنے نور اور روشنی میں — مہر و ماہ کی طرح ہو گیا ہے اور اپنے نور سے رات دن کو منور کر دیا ہے

یَا بَدْرَنَا یَا اٰیَةَ الرَّحْمٰنِ — اَهْدَی الْهُدَاةِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ
اے ہمارے چودھویں کے چاند اے خدائے رحمٰن کے نشان — اے سب ہادیوں سے بڑے ہادی اور سب بہادروں سے بڑے بہادر

اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْهِکَ الْمُتَهَلِّلِ — شَاْنًا یَفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ
مَیں تیرے خنداں و درخشاں چہرے میں ایک ایسی شان — دیکھتا ہوں جو انسانی شمائل پر فوقیت رکھتی ہے۔

وَقَدِ اقْتَفَاکَ اُولُو النُّهٰی وَبِصِدْقِهِمْ — وَدَعُوْا تَذَکُّرَ مَعْهَدِ الْاَوْطَانِ
اور دانشمندوں نے تجھے چُن لیا اور تیری پیروی کی اور اپنے صدق کی وجہ سے انہوں نے اپنے وطنوں کی یادگاروں کی یاد بھی ترک کر دی

لعل و جواہر سے بھرپور خزانہ

مصطفیٰؐ بود گنجے پُر گوہر — صد درودِ خدا برآں سرورؐ
ابلہے چند دور از رہِ دیں — غرق در شرک و موردِ نفریں
مصطفیٰؐ بود آفتابِ رشاد — دیدنش از خدا بدادے یاد

ترجمہ:-

- محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لعل و جواہر سے بھرپور خزانہ ہیں اور اس سردار پر خدا تعالیٰ کے سینکڑوں درود و سلام ہوں۔
- چند بے وقوف لوگ جو دین کے رستہ سے دُور تھے وہ شرک میں غرق تھے اور خدا تعالیٰ کی نفرت کے مورد تھے۔
- محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے سُورج تھے اور آپ کے دیکھنے سے خدا تعالیٰ یاد آجاتا تھا۔

آپ کی تمام پیشگوئیاں سچی نکلیں

اللہ اللہ چہ ریخت از انوار — ہست رنگِ دگر دراں گفتار
باچناں سیرت کج و دلِ تنگ — بنگر آخر چساں بدل شد رنگ
در دو روزے ازاں رسولِ امین — مظہرِ حق شدند و پشتئ دین
از دروں ہائے عاصیاں مدام — زنگ دیرینہ زدو و تمام
تافت از صحبتش بفضلِ مجید — ہر دل شاں اسرارِ توحید
گنجِ اسرار را نشاں در داد — مردگان را صلائے جاں در داد
داد پیش از وقوعِ خوب تمام — صد خبر از حوادثِ ایام
ہمہ بر وقت ہائے خود شد راست — نے فزوں شد زگفتہ او نے کاست

ترجمہ:-

- اللہ اللہ کیسے انوار اُس نے بکھیرے ہیں۔ اس کے کلام میں تو اَور ہی طرح کا فیضان ہے۔
- ان ٹیڑھی سیرت اور تنگ دل والے لوگوں کے ساتھ آپ کا واسطہ پڑا لیکن پھر دیکھ ان کا رنگ کیسے بدل گیا۔
- اس رسولِ امین کی وجہ سے وہ لوگ دو دنوں میں مظہرِ خدا اور دین کے پشتی بان بن گئے۔
- ان گناہ گاروں کے اندرونہ سے مکمل طور پر اور بہت جلد وہ زنگ دُور ہو گیا جو دیر سے اُن پر لگا ہُوا تھا۔
- اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی صُحبت کے ساتھ ان کے دِلوں پر توحید کے رازہائے پوشیدہ چمک اُٹھے۔
- آپ نے اسرار کے خزانہ کا نشان دیا۔ اور مُردوں کو زندگی کی خوشخبری دی۔
- آپ نے صدہا حوادثِ زمانہ کی خبریں اُن کے وقوع سے پہلے دیں جو پُوری ہوئیں۔
- وہ تمام خبریں اپنے اپنے وقت میں سچی ثابت ہوئیں نہ پہلے سے دی گئی خبر پر کچھ زیادتی ہوئی اور نہ اس میں کمی ہُوئی۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دُوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خُوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدُّجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے — مَیں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے — دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی — دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہُوا ہوں — وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا — وہ جس نے حق دِکھایا وہ مَہ لقا یہی ہے

پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

کلام سیّدہ حضرت نواب مُبارکہ بیگم صاحبہؓ بنت سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رکھ پیشِ نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دُنیا میں تُو آتی تھی
جب باپ کی جھُوٹی غیرت کا خُون جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یُوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خُونِ جگر سے پالنے والے تیرا خُون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی کچھ سوچ تیری کیا عزت تھی
تھا مَوت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطا تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جُرم نہ بخشا جاتا تھا، تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تُو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر، ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمتِ عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تُو بھی انساں کہلاتی ہے سب تیرے حق دِلواتا ہے۔ ان ظلموں سے چھُڑواتا ہے
بھیج دُرود اُس محسن پر تُو دن میں سَو سَو بار
پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بعض روشن دلائل

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے جبکہ تمام دُنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی۔ اور تمام لوگوں نے اصول حقہ کو چھوڑ دیا تھا۔ اور صراط مستقیم کو بھول بھلا کر ہر ایک فرقوں نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تھا۔ عرب میں بت پرستی نہایت زور پر تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا۔ ہند میں علاوہ بت پرستی کے اور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی۔ اور انہیں دنوں میں کئی پران اور پستک کہ جن کی رو سے بیسیوں خدا کے بندے خدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی تصنیف ہو چکی تھی اور بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے ان دنوں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا اور پادری لوگوں کی بدچلنی اور بداعتقادی سے مذہب عیسوی پر سخت دھبہ لگ چکا تھا اور مسیحی عقائد میں نہ ایک نہ دو بلکہ کئی چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا۔ پس آنحضرتؐ کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا کہ جب خود حالت موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمال صالحہ سے منور کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو ام الشرور ہے قلع قمع فرمانا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۰ حاشیہ نمبر ۱۹)

○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں دنیا میں ظاہر ہوئے اور خدا تعالیٰ کا جلال اور گم گشتہ توحید کو زندہ کرنے کے لئے آپ مبعوث ہوئے اس زمانہ کی ہی حالت اگر کوئی سعادت مند سلیم الفطرت غور کی دل سے کر کے فکر کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ کی حالت ہی آپ کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے۔ اور دانش مند اسی وقت ہی دیکھ کر اقرار کرے اور معجزہ بھی طلب نہ کرے۔

(الحکم ۱۷؍مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

○

یہ زبردست دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی کہ ساری دنیا عام طور پر بدکاریوں اور بداعتقادیوں میں مبتلا ہو چکی تھی اور حق و حقیقت اور توحید اور پاکیزگی سے خالی ہو گئی تھی پھر دوسری دلیل آپ کی سچائی کی یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے گئے جب وہ اپنے فرض رسالت کو پورے طور پر ادا کر کے کامیاب و بامراد ہو چکے تھے۔

(الحکم ۱۷؍مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

○

آپ جس کام کے لئے آئے تھے اس میں پورے کامیاب ہو گئے۔ میں نے بتایا ہے کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے ہزارہا مریضوں کو مرض کے آخری درجہ میں پایا جو ان کی موت تک پہنچ گیا تھا۔ بلکہ حقیقت میں وہ مر ہی چکے تھے .... پھر انصافاً کوئی سوچے کہ اپنے خدمتگار کے عیب دور نہیں کر سکتے تو جو شخص ایک بگڑی ہوئی قوم کی ایسی اصلاح کر دے کہ گویا وہ عیب اس میں تھے ہی نہیں تو اس سے بڑھ کر اس کی صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

(الحکم ۲۴؍مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جو ایسے وقت میں آئے کہ دنیا آپ کی اصلاح کے لئے پکار رہی تھی یہ خدا تعالیٰ کے رحم کا تقاضا تھا اور مسلمانوں کے لئے یہ فخر اور ناز کا مقام ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت زمانہ کی حالت آپ کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے جو اصلاح کی وہ بھی آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ ایک طبیب بیماروں میں آوے اور مختلف قسم کے مریض موجود ہوں کوئی طاعون کا مریض ہو کوئی دق سل کا شکار۔ اور کوئی ذات الریہ اور ذات الجنب وغیرہ اور پھر وہ طبیب اپنے علاج سے اکثروں کو اچھا کر دے اور جو دعویٰ کرے اُسے پورا کر دکھائے اور ایسا کہ اس کی نظیر ہی نہ مل سکے تو پھر اس کے کمال میں کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا اسے راستباز اور اپنے فن میں یکتا ماننا پڑے گا۔ یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ وہ ایسے وقت آئے کہ ضرورت پکار رہی تھی اور پھر اپنی تاثیرات سے ان تمام روحانی مریضوں کو جو اس وقت پڑے ہوئے تھے اچھا کر دیا میں دیکھتا ہوں الحمد للہ دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ دلیلیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایسی جمع ہوئی ہیں کہ حضرت موسیٰ کو ملیں نہ حضرت عیسیٰ کو علیہما السلام۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴-۵)

○○○○○

خطبہ جمعۃ المبارک

آج دنیا خواہ مشرق کی ہو یا مغرب کی ہو، عقلِ کُل سے عاری ہے کیونکہ تقویٰ سے عاری ہے

اور تقویٰ کی دولت کے امین اے محمد مصطفیٰ کی جماعت! اے مسیح محمدی کی جماعت!! تمہیں بنایا گیا ہے

پس اس امانت کا حق ادا کرو اور جب تک تم اس امانت کے امین بنے رہو گے خدا تمہیں ہمیشہ غلبہ عطا کرے گا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴ ظہور (اگست) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔
گزشتہ کئی صدیوں سے شرق اوسط کا علاقہ مسلسل انحطاط کا شکار ہے اور جنگوں اور بے چینیوں اور بدامنی اور کئی قسم کے کرب میں اور دکھوں اور تکلیفوں میں مبتلا رہا ہے۔ لیکن

گزشتہ چالیس سال سے

خصوصیت کے ساتھ ان تکلیفوں اور بے چینیوں اور دکھوں میں نہ صرف اضافہ ہوا بلکہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی وجوہات معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں لیکن معلوم ہونے کے باوجود اُن وجوہات پر نہ مشرق کی توجہ ہے نہ مغرب کی توجہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ چالیس سال کے دور میں جتنی بار اس علاقے کا امن پارہ پارہ ہوا اور اس کے نتیجے میں عالمی امن کو صدمے کے احتمالات پیدا ہوئے اتنی ہی بار اس کے نتیجے میں جو ردّ عمل مغرب نے دکھایا وہ آئندہ ایسے ہی خطرات پیدا کرنے والا ردّ عمل تھا اور ایسے ہی خطرات کو بڑھانے والا ردّ عمل تھا۔ ان کو دور کرنے والا نہیں تھا اور ہر ایسے تجربے سے گزرنے کے بعد

شرق اوسط میں بسنے والے مسلمانوں کو ہر بار اس نے

جو ردّ عمل دکھایا وہ وہی ردّ عمل تھا جس کے نتیجے میں وہ پہلے بارہا نقصانات اٹھا چکے تھے اور بارہا اپنی تکالیف میں اضافہ کر چکے تھے۔ پس بار بار کے تجارب سے گزرتے ہوئے، بار بار انہیں نتائج تک پہنچنا جو پہلی مرتبہ بھی غلط ثابت ہو چکے ہیں یہ دانشوروں کا کام نہیں لیکن بظاہر دونوں طرف دانشور بھی موجود ہیں۔ اس لئے کچھ اور وجہ ہے جس کی بنا پر یہ صورتحال سلجھنے کی بجائے مسلسل اُلجھتی چلی جا رہی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس تمام بے چینی کی جڑ اسرائیل ہے۔ اگرچہ ہر لڑائی کے بعد مغرب نے اس کا ایک تجزیہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ مشرق وسطیٰ کے لوگوں کی کیا غلطی تھی۔ اُن کے راہنماؤں کا کیا قصور تھا جس کے نتیجے میں یہ سب نقصان پہنچے ہیں لیکن کبھی انہوں نے مرض کی جڑ نہیں پکڑی۔ اور اپنے طرزِ عمل میں اصلاح کی طرف کبھی توجہ پیدا نہیں کی۔ مثال کے طور پر اس سے پہلے

جنرل ناصر کے اوپر

یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ عبدالناصر ایک پاگل شخص ہے۔ یہ اپنا توازن کھو بیٹھا ہے۔ اس کو علم نہیں کہ اس کے مقابل پر طاقتیں کتنی غالب ہیں اور ان کے مقابل پر اس کی یا اس کے ساتھیوں کی، سارے عربوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جتنی دفعہ یہ جنگ کو جائے گا ہر بار ہزیمت اٹھائے گا اور پہلے سے بدتر حال کو پہنچے گا۔ اس لئے مغربی دنیا کے تجزیے کے مطابق ایک پاگل راہنما اٹھا جس نے اپنے جوش کی وجہ سے تمام قوم کے دل جیت لئے مگر ہوش سے عاری تھا۔ اس لئے اُن کی ہوش کے لئے اس نے کوئی چارہ نہ کیا۔ نتیجۃً اس کا ہر اقدام جو اس نے اپنے دشمن کے خلاف کیا بالآخر اسی پر اور اس کے ساتھیوں پر اُلٹا اور ہر بار جب اس کا مقابلہ غیروں سے ہوا تو نہ صرف یہ کہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہا بلکہ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کچھ کھویا اور مسلسل کھوتا چلا گیا۔ یہی حال کچھ عرصے تک اس کے پیچھے آنے والے دوسرے راہنماؤں کا رہا۔ پس پہلے دور کا تجزیہ مغرب کے نزدیک مسلمانوں، عربوں میں سے اٹھنے والا ایک جوشیلا پاگل لیڈر تھا اور یہی تجزیہ

اب صدّام حسین کے بارہ میں

پیش کیا جا رہا ہے اور تمام دنیا کی توجہ اس طرف مبذول کروائی جا رہی ہے کہ ایک اور پاگل لیڈر اٹھا ہے۔ ایسا پاگل لیڈر جس کی بنیادیں صرف "ناصریت" یعنی جنرل ناصر کے نظریات اور اس کے رویے پر ہی مبنی نہیں بلکہ ہٹلر ازم میں بھی پیوستہ ہیں اور "ہٹلریت" میں پیوستہ ہیں۔ جسے نازیسی ازم (NAZIISM) بھی کہا جاتا ہے اصل نام تو نازیسی ازم ہے لیکن اس کا Symbol بن کر ہٹلر اُبھرا تھا اس لئے ہٹلرانہ طرزِ عمل بھی اسے کہا جاتا ہے تو آج کل مغربی دنیا میں ٹیلیویژن وغیرہ کے اوپر بکثرت ہٹلر کے دور کی فلمیں دکھا رہے ہیں اور اس جنگ کے ایسے واقعات پیش کر رہے ہیں جس سے نازیسی ازم کے دور کی یادیں مغرب میں تازہ ہو جائیں اور از خود بغیر کچھ کہے وہ نازیسی ازم کے دور اور اس کے محرکات کو جنرل صدّام حسین کے دور اور اس کے محرکات کے ساتھ وابستہ کر دیں۔ پس یہ ان کا تجزیہ ہے لیکن کسی مغربی مفکر نے یہ نہیں کہا کہ اگر یہ واقعۃً بیمار ذہن تھے جو راہنما بن کر اُبھرے تو ان بیمار ذہنوں کو پیدا کرنے والی بیماری کونسی تھی۔ اور یہ نہیں سوچا کہ اگر بیمار سر اڑا بھی دیئے جائیں تو جو بیماری باقی رہے گی وہ ویسے ہی اور سر پیدا کرتی چلی جائے گی اور کبھی بھی اس بیماری سے اور اس بیماری کے اثرات سے یہ نجات حاصل نہیں کر سکتے۔

وہ بیماری کیا ہے؟

وہ اسرائیل کا قیام اور اس کے بعد مغرب کا مسلسل اسرائیل سے ترجیحی سلوک ہے۔ جب بھی کسی دور اہے پر اسرائیل کے مفاد کو اختیار کرنے یا مسلمان عرب دنیا کے مفاد کو اختیار کرنے کا سوال اُٹھا تو بلا استثناء ہمیشہ مغرب نے اسرائیل کو فوقیت دینے کی راہ اختیار کی اور مسلمان دنیا کے مفادات کو ٹھکرا دیا۔ پس اس بیماری کا خلاصہ ایک عرب شاعر نے اپنے ایک سادہ سے شعر میں یوں بیان کیا ہے کہ ؎

مَنْ كَانَ يُلْبِسُ كَلْبَهُ شَيْئًا وَيَقْنَعُ لِي جِلْدِي
فَالْكَلْبُ خَيْرٌ عِنْدَهُ مِنِّي وَخَيْرٌ مِنْهُ عِنْدِي

کہ وہ شخص جو اپنے کتے کو تو پوشاکیں پہناتا ہو اور میرے لئے میری جلد کو کافی سمجھتا ہو، بلاشبہ اُس کے لئے کتا مجھ سے بہتر ہے اور میرے لئے کتا اُس سے بہتر ہے۔

بعینہٖ یہی مرض کی آخری تشخیص ہے۔ عرب دنیا کے دل میں یہ بات ڈوب چکی ہے اور اُن کا یہ تجزیہ حقائق پر مبنی ہے کہ مغرب اپنے کتوں کو تو پوشاک پہنائے گا لیکن ہمیں ننگا رکھے گا اور یہ صورتحال اسرائیل اور عرب معاملے میں پوری طرح صادق آتی ہے۔

پس مغرب کا ردِّ عمل ایسے مواقع پر ہمیشہ یہ ہوا کہ اس جاہل عرب دنیا سے بچنے کے لئے اور اس کے نقصانات سے دُنیا کو بچانے کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ اسے پارہ پارہ کر دو۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور آئندہ کے لئے اس کے اُٹھنے کے امکانات کو ختم کر دو۔ یہ ویسا ہی تجزیہ ہے گو اتنا ہولناک نہیں اور اُتنا مجرمانہ نہیں جتنا پہلی جنگ عظیم کے بعد کیا گیا اور پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد کیا گیا۔ دونوں صورتوں میں وہ تجزیہ ناکام رہا۔ وہ بنیادی محرکات جو نازی ازم کو پیدا کرتے ہیں یا ناجہریت " کو پیدا کرتے ہیں یا " صدامیت " کو پیدا کرتے ہیں۔ جب تک ان محرکات پر نظر ڈال کر اُس مرض کی صحیح تشخیص کر کے اُس کے علاج کی طرف متوجہ نہ ہوا جائے، بار بار وہ سر اُٹھاتے رہیں گے اور دوسرے سروں کے کٹنے کا موجب بھی بنتے رہیں گے۔ اور یہ پھوڑا پکتا رہے گا۔ یہاں تک کہ کوئی ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ جب مغرب کی طاقتور حکومتوں کے اختیار سے باہر نکل جائے۔

صدام حسین کو جو طاقت دی گئی ہے یہ بھی دراصل مغربیت کی ناانصافی کا ایک مظہر ہے اور اُن کے بے اُصولے پن کا ایک مظہر ہے۔ اس سے پہلے مغرب ہی تھا جس نے خمینی ازم کی بنا ڈالی تھی۔

فرانس وہ مغربی ملک ہے

جس میں امام خمینی صاحب نے پناہ لی اور بہت لمبے عرصے تک فرانس کی حفاظت میں رہے اور فرانس کے اثر اور تائید کے نتیجے میں وہ پراپیگنڈہ کی مہم جاری کی گئی جس نے بالآخر وہ انقلاب برپا کیا جو ابھی تک جاری ہے۔ اور اس عرصے تک چونکہ مغرب کو یہ خطرہ تھا کہ اگر خمینی ازم اُوپر نہ آیا یعنی مذہبی انقلاب برپا نہ ہوا تو شاہ کی نفرت اتنی گہری ہو چکی ہے کہ لازماً اشتراکی انقلاب برپا ہو گا۔ پس خمینی ازم یا اسلام کے اس نظریے کی محبت نہیں تھی جو ایران میں پایا جاتا ہے بلکہ اس سے بڑے دُشمن کا خوف تھا جس نے ان کو مجبور کیا کہ وہ خمینی ازم کی پرورش کریں اور جب وہ طاقت پا گیا تو، کیونکہ وہ مذہبی لوگ تھے اور وہ جانتے تھے کہ مذہبی جذبات کے نتیجے میں ہم اُبھرے ہیں، اس لئے لازماً اُن کے مفاد میں یہ بات تھی کہ مذہبی جذبات کو مشتعل رکھنے کے لئے ایک نفرت کے بدلے دوسری نفرت کی طرف رخ پھیرا جائے۔ پہلا انقلاب بھی نفرت کی بناء پر تھا اور وہ نفرت شاہِ ایران اور اس کے پس منظر میں اس کے طاقتور حلیف اور سرپرست امریکہ کی نفرت تھی۔ چنانچہ یہی نفرت انہوں نے مذہبی فوائد حاصل کرنے کے لئے استعمال کی اور امریکہ کو شیطانِ اعظم کے طور پر پیش کیا اور ہر طرح سے قوم کے اُن مذہبی جذبات کو زندہ رکھا جو نفرت سے تعلق رکھتے

ہیں۔ اور اس بناء پر اس کے ردِّ عمل میں خمینی ازم کو تقویت ملنی شروع ہوئی۔ پس پہلے بھی اِس علاقے میں جو بدامنی ہوئی۔ جو خوفناک جنگیں لڑی گئیں یا فسادات برپا ہوئے یا قتل و غارت ہوئے یا ناانصافیاں ہوئیں اُن کی بھی بنیادی ذمہ داری مغرب پر عائد ہوتی ہے اور بنیادی اس لئے کہ شاہ کے مظالم میں بھی مغرب ہی کی سرپرستی شامل تھی اور ذمہ داری تھی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ امریکہ جسے آج دُنیا میں جس کے نظام پر اتنا عبور حاصل ہو چکا ہے کہ دور دور کے ایسے واقعات جن کے متعلق اس ملک کے رہنے والے بھی ابھی شعور نہیں پاتے۔ ابھی احساس اُن کے اندر بیدار نہیں ہوتا، ان کے انٹیلی جینس کی رپورٹیں ان کو ان سے بھی باخبر کرتی ہیں۔ چنانچہ یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں جو کئی انقلاب ہوئے اُن میں امریکہ سے یہ شکوہ بھی کیا گیا کہ ہمیں خبر نہیں دی۔ یعنی ایک راہنما کی حکومت اُلٹی ہے۔ ایک پارٹی کو اُلٹایا گیا ہے اور وہ امریکہ سے شکوہ کر رہے ہیں کہ عجیب لوگ ہیں ہمیں خبر ہی نہیں دی جس ملک میں رہتے ہو تمہیں اپنے ملک کی خبر نہیں اور بات ہوتی چلی جا رہی ہے اور اپنے حالات سے بے حسی جتنی بڑھتی جا رہی ہے اتنا ہی ان قوموں کے اندر دوسروں کا شعور بیدار ہو رہا ہے اور دوسروں کے معاملات میں حسّ تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

پس یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کو پتہ نہ ہو کہ شاہِ ایران نے کیسے سخت مظالم توڑے ہیں اور ان کا کتنا خطرناک ردِّ عمل ہے جو ملک میں پنپ رہا ہے۔ ان مظالم کے دوران اُن کے سر پر ہاتھ رکھنے کی اوّلین ذمہ داری امریکہ پر عائد ہوتی ہے اور دنیا کا کوئی باشعور انسان امریکہ کو اس ذمہ داری سے مبرّا نہیں کر سکتا۔ اس میں دُشمنی یا جذبات کی بات نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ادنیٰ سی سمجھ رکھنے والا دانشور بھی آج یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ شہنشاہیت جو ایران کی شہنشاہیت ہے وہ امریکہ کی پروردہ تھی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے سارے ردِّ عمل کی ذمہ داری اصل میں امریکہ پر عائد ہوتی ہے اور اس ردِّ عمل کو سنبھالنے کے لئے امریکہ نے جو طریق کار اختیار کیا وہ بھی اُن کے مفاد میں یا اُن کے نزدیک دنیا کے مفاد میں ضروری تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس ردِّ عمل سے اب دو ہی طاقتیں فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ یا خمینی ازم، مذہب کی طاقت اور یا پھر اشتراکیت ہے۔ اور اشتراکیت، چونکہ زیادہ سخت دُشمن تھی اور اس دور میں اگر اشتراکیت کو یہاں غلبہ نصیب ہو جاتا تو جو صلح آج روس اور امریکہ میں ہوئی ہے وہ کبھی واقع نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر صدامیت پیدا نہ ہوتی۔ پھر روس کی طرف سے اور روسی ایران کی طرف سے مشرقِ وسطیٰ کے امن کو شدید خطرہ درپیش ہوتا اور ایسا خطرہ درپیش ہوتا جس کا کوئی مقابلہ ان کے پاس نہ تھا۔ مقابلہ کرنے کی کوئی طاقت ان کے پاس نہیں تھی۔ پس بہرحال اپنے مفاد میں اور جس طرح یہ پیش کرتے ہیں کہ ساری دنیا کے امن کے مفاد میں انہوں نے

خمینی ازم کو پیدا کیا

اور اس کی پرورش کی۔ یہاں تک کہ جب وہ طاقت پکڑ گیا تو انہوں نے اپنی عقل استعمال کرتے ہوئے اپنے نظام کی بقاء کی خاطر اور امریکہ کے بداثرات سے اسے بچانے کے لئے ایک درمیانی راہ اختیار کی جو درمیانی راہ ان معنوں میں تھی کہ روس اور امریکہ کے بیچ میں چلتی تھی مگر اسلامی انصاف کے لحاظ سے وہ درمیانی راہ نہیں تھی کیونکہ انہوں نے اپنے دائیں بھی قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور اپنے بائیں بھی قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور اسلام کے نام بدنام کیا۔

پس جب اسلام کو کئی نقصانات پہنچے اور پھر ایران سے اپنا بدلہ لینے کے لئے " صدامیت " کو پیدا کیا گیا اور عراق کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کی گئی اور تمام عرب طاقتیں جو ان کے زیرِ نگیں تھیں

اُن کے ذریعے بھی مدد کروائی گئی اور براہِ راست بھی۔ یہاں تک کہ ایک موقعہ پر جب کہ عراق کو شدید خطرہ لاحق ہوا اور صاف نظر آنے لگا کہ ایرانی فوجیں اب بغداد پر قابض ہو جائیں گی تو اُس وقت امریکہ نے کھلم کھلا اعلان کیا کہ ایسا نہیں ہوگا یا ایسا نہیں کرنے دیا جائے گا۔ چنانچہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کی مدافعانہ طاقت کو بڑھا کر جارحانہ طاقت میں تبدیل کیا گیا اور یہ جو دنیا میں آج پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ ایسا ظالم اور بے حس انسان ہے کہ POISONOUS گیسیں جو اعصاب کو تباہ کرنے والی یا جسم پر چھالے ڈالنے والی یا دم گھوٹنے والی گیسیں ہیں، بنی نوع انسان کے خلاف اُن کو استعمال کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے، اس لئے اِس ظالم سے دنیا کو نجات دلانا ضروری ہے۔ کل یہی وہ قومیں تھیں جنہوں نے وہ گیس بنانے کے طریقے اِن کو سکھائے تھے۔ اِن کے علم میں تھا اور ان کی آنکھوں کے سامنے مسلسل وہ فیکٹریاں بنائی گئیں اور ان کا KNOW HOW اُن کو عطا کیا گیا کیونکہ اس وقت مقابل پر بڑا دشمن ایران تھا اور ان قوموں کا یہ کہنا، اگر آج یہ کہیں کہ ہمیں تو علم نہیں، یہ کام تو عراق نے خفیہ طور پر خود بخود کر لئے، بالکل جھوٹ ہے۔

لیبیا میں جب گیسوں کے کارخانوں کا آغاز ہوا تو اس وقت انہوں نے وہاں بمباری کی اور دنیا میں اعلان کیا کہ ہم کسی قیمت پر اس کارخانے کو قائم نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ دنیا کے امن کے لئے بہت بڑا خطرہ ہوگا۔ اور عجیب تفاصیل بیان کیں جو حیرت انگیز طور پر درست تھیں۔ انہوں نے کہا کہ لیبیا کہتا ہے کہ ہم یہ گیسیں نہیں بنا رہے بلکہ دوسری قسم کی فرٹیلائیزر یا اور کیمیا تیار کر رہے ہیں تو ہم اُن کی تصویریں آپ کو دکھاتے ہیں اندر سے۔ یہ وہ کارخانہ ہے۔ یہاں یہ چیزیں بن رہی ہیں اور یہ یہ چیزیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اتنی ہو چکی ہیں۔ ایک ایک جزء، ایک ایک تفصیل کا اِن کو علم تھا اور دنیا کے سامنے اس کو پیش کیا تو عراق کے معاملے میں کس طرح آنکھیں بند تھیں جب اس کی پشت پہ کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ

کسی قیمت پر بھی ایران کو عراق پر

یا عرب دنیا پر فوقیت حاصل نہ ہو اور غلبہ حاصل نہ ہو ورنہ ان کو خطرہ تھا کہ پھر سارا معاملہ ان کے اختیار اور قبضہ قدرت سے باہر نکل جائے گا۔ اور اس وقت ایران شور مچا رہا تھا کہ ظلم ہو گیا! اندھیر نگری ہے۔ ایسی سفاکی ہے۔ وہ اپنے بیماروں کی تصویریں دکھا رہا تھا اور چند ایک معمولی جھلکیوں کے بعد انہوں نے وہ منظر دنیا کے سامنے لانے بند کر دیئے۔ اب جبکہ اس کو جس کو یہ سرپھرا کہتے ہیں اور بیمار دماغ کہتے ہیں، اس بیمار دماغ کو جس کو انہوں نے خود پیدا کیا۔ جب اس بیمار دماغ کو ذلیل اور رسوا کرنا پیش نظر ہے تو وہی تصویریں جو ایران کے وقت پہلے ایران دکھایا کرتا تھا وہ اب ساری دنیا کو دکھا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ایسا ظالم شخص جس نے اپنے بھائی ایرانی مسلمانوں پر ایسے ظلم کئے تھے اس کے ظلم سے دنیا کیسے بچے گی۔ کیسے وہ دوسروں پر رحم کرے گا یا اُن سے انسانیت کا سلوک کرے گا۔ تو یہ ردّ عمل جو ہے یہ بھی وہی پُرانے ردّ عمل اور وہی پُرانا طریق یعنی بیماری کو نہیں دیکھتے جو بیمار سر پیدا کرتی ہے۔ اُن طاقتوں کو جو یہ خود طاقتیں ہیں نظر انداز کر دیتے ہیں جو بیماری پیدا کرنے میں مسلسل شمار رہتی ہیں اور ایک بیماری کو آغاز سے لے کر انتہاء انجام تک پہنچاتی ہیں۔ بلکہ آخر پر توجہ صرف بیمار سروں کی طرف مبذول کرا دیتے ہیں کیونکہ اللہ کو انہوں نے تن سے جدا کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے دنیا کو یہ دکھانے کے لئے کہ ہم مجبور ہیں ایسا پاگل ذہن اُبھرا ہے جس کا یہ مقدر ہے کہ اسے تن سے جدا کیا جائے ورنہ وہ باقی دنیا کے سر دھڑ کے لئے ایک خطرہ بن جائے گا۔

آخری بات وہی ہے۔ یہ بیمار ذہن کیوں پیدا ہو رہا ہے؟ اس لئے کہ مسلسل مغرب کا سلوک خصوصاً عرب مسلمانوں سے اور ایران کے مسلمانوں سے ظالمانہ رہا ہے، سفاکانہ رہا ہے، جارحانہ رہا ہے اور باوجود اس کے کہ ان میں سے بہت سے ممالک کی دوستیوں کے ہاتھ انہوں نے جیتے۔ ان کی سرپرستیاں کیں اور بظاہر اُن کے مددگار بنے لیکن عملاً اس کی وجہ واضح تھی کہ اُن سے استفادہ کرنے کے لئے سب سے اچھا ذریعہ اُن سے دوستی پیدا کرنا تھا۔ ان کے تیل کی دولت تمام کی تمام اپنے بنکوں میں رکھوائی اور اس سے دُہرا فائدہ اُٹھایا۔ ایک تو یہ کہ وہ بہت بڑے دولت کے ذخائر بن گئے جس سے ان کی سرمایہ کاری کو غیر معمولی تقویت ملی اور دوسرے ہر خطرے کے وقت ان کی دولت پر قابض ہونے کا اختیار ان کو حاصل ہو گیا۔ اب جہاں دوسری جگہ امانت کی باتیں کرتے ہیں وہاں ان کے امانت کے تصور بدل جاتے ہیں یعنی ایک شہری جب دوسرے ملک میں جاتا ہے تو وہ اس کی امانت ہے اس میں خیانت نہیں کرنی چاہیئے مگر امن اور دوستی کے زمانے میں اعتماد کرتے ہوئے ایک

بین الاقوامی مالی نظام کے تحفظات

سے استفادہ کرتے ہوئے یا اُن پر غلطی سے یقین کرتے ہوئے جب دولتیں ان کے بنکوں میں جمع کرائی جاتی ہیں تو کیا حق ہے ان کا کہ کسی دشمنی کے وقت بھی ان کی دولت کے اُوپر ہاتھ رکھ دیں اور کہیں کہ اس کو ہم بنی نوع انسان کے فائدے میں سیل SEAL کر رہے ہیں، سربمہر کر رہے ہیں۔ کتنے ہی مشرقی ممالک ہیں جن کی دولتیں اس طرح ہر لڑائی اور ہر خطرے کے وقت سربمہر کر دی گئیں اور اب بھی کویت کی دولت سربمہر کی گئی لیکن وہ ان کو بعد میں ان کی دوستی کی وجہ سے چھوڑ دینے کی نیت سے اور عراق کا سارا سرمایہ جو غیر ملکوں میں تھا اُسے سربمہر کر دیا گیا! تو یہ دجل کی باریکیاں ہیں لیکن ان تمام چالاکیوں کو اور ان تمام ظلموں کو یہ ایک نہایت نفیس Civilized زبان میں پیش کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور اس میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس کے مقابل پر ہر دفعہ بدنصیب عرب مسلمان دنیا نے ہوش کا جوش سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر دفعہ جوش کو ہوش سے ٹکرا کر جوش کو پارہ پارہ کروایا ہے اور مسلمان دنیا کو مزید ذلیل و رسوا کروایا ہے۔ سب سے بڑی غلطی عرب دنیا نے یہ کی اور ہمیشہ کرتی چلی گئی کہ یہ سیاسی محرکات اور یہ دنیاوی معاملات جن میں خود غرض قوموں کا ردّ عمل مذہب کی تفریق کے بغیر ہمیشہ ایک ہی ہوا کرتا ہے۔ ان محرکات کو ان کے مواضع پر جہاں یہ واقع ہیں، اُن تک رکھنے کی بجائے ان کو مذہب میں تبدیل کر دیا گیا اور جو نفرت پیدا کی گئی وہ اسلام کے نام پہ پیدا کی گئی۔ اِن قوموں کا جن قوموں نے آپ کے مفادات پر حملہ کیا ہے، مقابلہ کرنے کا انسانیت آپ کو حق دیتی ہے۔ اس کو بے وجہ اسلامی جہاد میں تبدیل کر کے ان کو اور موقعہ دیا گیا کہ پہلے تو یہ صرف اسلامی دنیا پر حملہ کرتے تھے۔ اب وہ اسلام پر بھی حملہ کریں اور تمام بنی نوع انسان کو کہیں کہ اصل بیماری اسلام ہے۔ اسرائیلیت نہیں ہے ہماری (نعوذ باللہ من ذالک) بلکہ اسلام ایک کج مذہب ہے جو کج پیدا کرتا ہے۔ ایک غیر منصفانہ مذہب ہے جو غیر منصفانہ خیالات کو فروغ دیتا ہے اور ساری بیماریاں اسلامی طرزِ فکر میں ہیں۔ چنانچہ ایران کے ردّ عمل میں بھی جو غیر اسلامی ردّ عمل تھا اور جس کا اسلام سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا لیکن دنیاوی اصول کے مطابق اگر اسے پیش کیا جاتا تو بہت حد تک دنیا کو سمجھایا جا سکتا تھا کہ ہم مظلوم رہے ہیں۔ اب ہمارا وقت ہے انتقام لینے کا، ہم مجبور ہیں۔ دنیا کسی حد تک اس کو سمجھ سکتی تھی۔ لیکن اسلامی دنیا کی لیڈرشپ کی جہالت کی انتہا ہے کہ توازن سے ہٹ جائے، دنیا کو

صاف بات بتانے کی بجائے کہ ہم مجبور ہیں۔ ہم بے اختیار ہیں۔ جب بھی ہمیں موقعہ ملے گا، انہوں نے ہمارے اندر اتنی نفرتیں پیدا کی ہیں اور ناانصافیوں کی اتنی صدیاں ہمارے موجودہ ردّعمل کے پیچھے کھڑی ہیں کہ ہم مجبور ہو کر ایک کمزور آدمی کا ردّعمل دکھائیں گے جس کے ہاتھ میں جب اینٹ آتی ہے تو وہ اُٹھا کر مارتا ہے۔ پھر یہ نہیں سوچا کرتا کہ اس کے نتیجے میں اس کو کیا سزا ملے گی یا طاقتور اس سے کیا سلوک کریں گے۔ اس صورتحال کو تقویٰ کے ساتھ اور اسلامی تعلیم کے مطابق قولِ سدید کے ساتھ نتھار کر اور کھول کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی بجائے، جس میں غیر معمولی فوائد مضمر تھے، انہوں نے پھر اسلام پر حملہ کروانے کے اُن کو مواقع فراہم کیئے۔ پہلے کہا کہ ہمارے بدن پر حملہ کرو پھر کہا کہ آؤ اب ہماری رُوح پر بھی حملہ کرو۔ اور ایسی ظالمانہ طور پر اسلامی تعلیم کو توڑ مروڑ کر پیش کیا کہ اس کے نتیجے میں دُنیا کے تمام اہلِ دانش جانتے تھے کہ یہ مذہبی ردِّعمل نہیں ہے۔ اس لیئے اگر یہ مذہبی کہتے ہیں تو بہت اچھا، ہم ان کے مذہب پر حملہ کرتے ہیں اور دُنیا کو بتاتے ہیں کہ مذہب ٹیڑھا ہے۔ ان کے دماغ ٹیڑھے نہیں ہیں۔

پس وہ سَر جن کو یہ بیمار سروں کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے اور جو ان کی پیدا بیماریوں کی وجہ سے بیمار ہوئے تھے، اسی مسلمان دُنیا نے ان کو موقعہ فراہم کیئے کہ اُن کی بیماری کی وجہ بھی اسلام قرار دیا جائے اور غلط تشخیص دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کی جائے اور دنیا اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کیونکہ جو بیمار ہے اُس کی بات زیادہ سُنی جاتی ہے۔ بیمار کہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے اور ساتھ بتاتا ہے کہ مَیں نے یہ کھایا تھا اور یہ حرکت کی تھی۔ اس کے نتیجے میں سَر میں درد ہے۔ پھر ڈاکٹر اگر کچھ اور بات کہے بھی تو اس پر کسی کو اطمینان نہیں ملتا۔ چنانچہ جب یہ بیمار سَر دنیا کو دکھائے جاتے ہیں تو ساتھ کہتے ہیں کہ اس کی بہت اعلیٰ تشخیص خود اس بیمار نے کر دی ہے۔ یہ بیمار کہتا ہے کہ میرا مذہب پاگل ہے۔ میرا مذہب مجھے ناانصافیوں پر مجبور کرتا ہے۔ میرا مذہب مجھے کہتا ہے کہ عورتوں اور بچوں سے ظلم کرو اور اس طرح تم اپنے بارے اُتارو اور اس طریق پر تمہیں انتقام لینے کا اسلام حق دیتا ہے۔ SABOTAGE کرو۔ بموں سے شہروں کا امن اڑاؤ۔ جسطرح بھی پیش جاتی ہے تم اپنے دکھوں کا بدلہ لو اور تمہارے پیچھے خدا کھڑا ہے اور تمہیں تعلیم دیتا ہے کہ مذہب کے نام پر ایسا کرو۔ بالکل غلط بات تھی۔ اس میں ادنیٰ سا بھی کوئی جواز نہیں تھا۔ جو باتیں مَیں نے بیان کی ہیں یہ ایسی باتیں ہیں جو دنیا کے سامنے کہیں بھی آپ پیش کریں دنیا تسلیم کرنے پر مجبور ہو گی کہ بیمار سَر کیوں ہیں اور بیماری کی وجہ کیا ہے۔؟ لیکن ان ظالموں نے خود اپنے اوپر ہی حملہ نہیں کرنے دیا بلکہ اپنے مذہب کو بھی حملے کا نشانہ بنانے کے لیئے سامنے پیش کر دیا۔ یہ ہے خلاصہ ظلم و ستم کا جو اس وقت روا رکھا جا رہا ہے اور ضرورت ہے،

آج سب سے زیادہ ضرورت ہے

کہ اسلامی لیڈر شپ ان محرکات کو، ان مواجہات کو سمجھے اور تمام تر توجہ اصل بیماری کی طرف مبذول کرے اور کروائے اور دنیا کے سامنے یہ تجزیے کھول کر رکھے کہ ہم مجبوراً صدام کے مقابل پر تمہارے ساتھ شامل ہوئے ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ تم بری الذمہ ہو اور اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ صدام کا دُور کرنا یا عراق کی بربادی عالم اسلام کا علاج ہے۔ یہ عالم اسلام کے لیئے مزید تباہی کا موجب بنے گا اور وہ محرکات جاری رہیں گے اور وہ بیماریاں باقی رہیں گی جن کے نتیجے میں بار بار مشرق وسطیٰ کا امن برباد ہوتا ہے اور بار بار دنیا کو ان سے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ پس جہاں تک انصاف کا تعلق ہے اس طرف واپس جاکر دیکھیں تو اسرائیل نے ہر لڑائی کے بعد کچھ مسلمان علاقوں پر قبضہ کیا اور اسے دوام بخشنے میں مغربی طاقتوں نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا۔ ایک انچ زمین بھی ایسی نہیں جسے خالی کروایا گیا ہو۔ سوائے مصر کے اور اس وقت مصر کے سیناء کے ریگستان کو جب یہودی تسلط سے خالی کروایا گیا تو پہلے مصر کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا گیا۔ اسرائیل سے ایسی صلح کرنے پر مجبور کیا گیا جس کے نتیجے میں ان کا تخمینہ یہ تھا کہ مصر ہمیشہ کے لئے اسلامی دنیا سے کٹ جائے گا۔ اور ان کی دشمنیوں کا نشانہ بن جائے گا اور اس بناء پر اس کی بقاء ہم پر منحصر ہو گی اور جب تک ہم اس کا سہارا بنے رہیں گے یہ زندہ رہے گا ورنہ یہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ یہ وہ تخمینے تھے جن کی بناء پر انہوں نے ریگستان کے وہ علاقے مصر کو واپس دلوا دیئے جو یہود کے تسلط میں تھے لیکن اس کے علاوہ کہیں بھی ایک انچ زمین بھی واپس نہیں کرائی گئی یعنی اسرائیل سے اُن لوگوں کی زمین واپس نہیں کروائی گئی جو گر کر ذلت کی صلح پر آمادہ نہیں تھے۔ JORDEN کتنا دیر ان کا دوست رہا ہے۔ ابھی بھی جب وہ خبروں میں اس کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو ہمارا دوست۔ سب سے زیادہ اس پر انحصار کیا۔ کہتے ہیں کتنے ہم پاگل تھے۔ کیسا بے وفا دوست نکلا۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ تم نے اس دوستی میں اس کو دیا کیا ہے؟ تمام عرصہ اس دوست کے وطن کا نہایت قیمتی ایک ٹکڑا اس کے دشمنوں کے قبضے میں رہا اور تم نے ہمیشہ دشمن کو تو طاقت دی اور دشمن کو اس ناجائز قبضے کو برقرار رکھنے میں مدد دی اور اس کے باوجود یہ تمہارا دوست تھا۔

قرآن کریم نے جہاں فرمایا ہے کہ غیروں کو دوست نہ بناؤ۔ اس سے بھی غلط فہمیاں پیدا کی گئیں اور اس کے نتیجے میں بعض وسطی زمانوں کے مسلمان علماء نے اسلام کو مزید بدنام کروایا۔ یہ وہ مواقع ہیں جن میں اسلام فرماتا ہے کہ غیروں سے دوستیاں نہ کرو۔ اسلام اور انصاف کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے دوستیاں نہ کرو۔ یہ وہ پس منظر ہے جس میں تعلیم ہے اور ساتھ ساتھ ذکر فرما دیا گیا کہ وہ لوگ جو تم سے دشمنی نہیں کرتے جو تم سے ناانصافی کا سلوک نہیں کرتے۔ اُن سے دوستی سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا بلکہ اُن سے حُسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ اسلام ہے لیکن اسلام کی وہ تعلیم جو عقل کی تعلیم ہے اُسے انہوں نے ہمیشہ نظر انداز کیا اور اس تعلیم پر عمل کیا جس کو خود بے عقلی کے معنے پہنائے پس جہاں دوستی سے منع کیا گیا وہاں دوستیاں کیں۔ جہاں دوستیاں کرنے کی تلقین کی گئی اور طریقہ سکھایا گیا کہ کس قسم کی دوستیاں کرنی ہیں وہاں دوستیوں سے باز رہے۔ پس ان کی بیماری کی آخری شکل یہی بنتی ہے کہ تقویٰ سے دُور جا چکے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم سے دُور جا چکے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

مومن ایک بِل سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

لیکن کتنی بار ڈسے جا چکے ہیں۔ اسی سوراخ میں دوبارہ انگلیاں ڈال دیتے ہیں اور اسی سوراخ سے بار بار ڈسے جاتے ہیں اور آج تک انہوں نے ہوش نہیں پکڑی۔ پس صاحبِ ہوش مغرب کے حالات کا تجزیہ کریں تو وہ بھی جاہل ہے اور بے وقوف ہے اور بار بار کے نقصانات کے باوجود آج تک نصیحت نہیں پکڑ سکا کہ اصل بیماری کیا ہے اور جب تک یہ بیماری رہے گی دُنیا کے لئے خطرات ہمیشہ اسی طرح ان کے سر پر منڈلاتے رہیں گے۔ اور مقابل پر مسلمان ممالک نے بھی بار بار کی تکلیفیں اُٹھانے کے باوجود نصیحت نہیں پکڑی اور بار بار انہیں غلطیوں میں مبتلا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کا کیا علاج ہے اس کا صرف ایک علاج ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں سکھلایا اور جس کی طرف میں نے آپ کو پہلے بھی توجہ دلائی تھی اور اب پھر دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ مختلف بڑی لمبی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک ٹکڑا میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آخری زمانے کا ذکر کرتے

ہوئے فرمایا کہ یاجوج ماجوج دنیا پر قابض ہو جائیں گے اور موج در موج اُٹھیں گے اور تمام دنیا کو اُن کی طاقت کی لہریں مغلوب کرلیں گی۔ اس وقت دنیا میں مسیح نازل ہوگا اور مسیحؑ اپنی جماعت کے ساتھ اُن کے مقابلے کی کوشش کرے گا۔ اُن کے مقابلے کا ارادہ کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ مسیحؑ سے یہ فرمائے گا کہ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمَا کہ ہم نے جو یہ دو قومیں پیدا کی ہیں اِن دونوں سے مقابلے کی دنیا میں کسی انسان کو طاقت نہیں بخشی۔ تمہیں بھی نہیں بخشی۔ ایک علاج ہے کہ تم پہاڑ کی پناہ میں چلے جاؤ اور دعائیں کریں۔

دُعا ہی وہ طاقت ہے جو ان قوموں پر غالب آئیگی۔

اس میں پہاڑ سے کیا مراد ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم وہ پہاڑ ہے جس کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ) لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (سورۃ الحشر: آیت ۲۲)

کہ یہ قرآن اگر ہم پہاڑ پر بھی اُتارتے تو وہ اس کی عظمت سے خشیت اختیار کرتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، گر جاتا۔ لیکن اس میں نصیحتیں ہیں۔ ان لوگوں کے لئے آیات ہیں جو فکر کرنے کے عادی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو پہاڑوں پر عظمت حاصل تھی۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پہاڑوں میں سب سے سر بلند پہاڑ تھے۔ دنیا کے پہاڑوں میں تو یہ طاقت نہیں تھی کہ اس کلام کی عظمت اور جلال کو برداشت کر سکے۔ لیکن ایک محمد مصطفیٰؐ ہیں جو سب سے سربلند پہاڑ تھے اور سب سے قوی پہاڑ تھے۔ پس مراد یہی ہے کہ محمد مصطفیٰؐ کی عظمت کی طرف لوٹو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعلیم میں پناہ مانگو۔ اس سے طاقت پاؤ اور اگر تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظمت کی طرف لوٹو گے اور اس میں پناہ لے کر دعائیں کرو گے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سائے میں پلنے والی دعائیں کبھی ناکام نہیں جایا کرتیں اس عظمت سے پھر تم بھی حصہ پاؤ گے۔ تمہاری دعائیں حصہ پائیں گی اور دوسرا سبق اس میں یہ ہے کہ اس زمانے کے تمام مسلمانوں میں سے کسی کے متعلق نہیں فرمایا کہ خدا ان کو کہے گا تم دعائیں کرو۔ صرف مسیحؑ اور آپ کی جماعت کے متعلق یہ فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا اس زمانے میں حقیقت میں دعا سے ایمان ہی اُٹھ چکا ہوگا۔ دعا کو وہ لوگ اہمیت نہیں دیں گے۔ اس لئے جن لوگوں کو دعا کی اہمیت ہی کوئی نہیں اُن کو دعا کا نسخہ بتانا ہی بالکل بے کار بات ہے۔ چنانچہ اب آپ دیکھ لیجئے کہ کتنے ہی مسلمان راہنماؤں کے بڑے بڑے بیانات آرہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ امریکہ کی طرف دوڑو اور اس سے پناہ لو اور اس سے مدد لو۔ اور کوئی ایران سے صلح کر رہا ہے یا اپنی تقویت کی اور باتیں بیان کر رہا ہے۔ کسی ایک نے بھی خدا کی پناہ میں جانے کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پناہ میں جانے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ کسی نے یہ نصیحت نہیں کی کہ اے مسلمانو! یہ دعا کا وقت ہے۔ دعائیں کرو۔ کیونکہ دعاؤں کے ذریعہ ہی تمہیں تو دشمن پر غلبہ نصیب ہوگا۔ پس ایک جماعت ہے اور صرف ایک جماعت ہے جو مسیح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جماعت ہے جس کے متعلق خدا نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ اگر عالم اسلام کو بچایا گیا تو اس جماعت کی دعاؤں سے بچایا جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظمت میں پناہ لیں۔ آپ کی تعلیم میں پناہ لیں۔ آپ کے کردار میں پناہ لیں۔ آپ کی شفقت میں پناہ لیں اور پھر دعائیں کریں۔ پس اس سارے مسئلے کا اگر کوئی عارضی حل تجویز بھی کیا گیا تو ایک بات تو بڑی واضح ہے کہ وہ حل پہلے سے بدتر حال کی طرف مشرق وسطیٰ کے رہنے والوں کو بھی لوٹائے گا اور دنیا کو بھی لوٹائے گا۔

بہت دردناک حالات پیدا ہونیوالے ہیں

اور جہاں تک بیماریوں اور دکھوں کا تعلق ہے اس کا کوئی حل نہیں ہوگا وہ حل اگر ہے تو آپ کے پاس۔ یعنی مسیح محمدی کی جماعت کے پاس ہے آپ دعائیں کریں اور دعائیں کرتے چلے جائیں۔ کیونکہ یہ تکلیفوں کا زمانہ ابھی لمبا چلنے والا ہے۔ ابھی حالات نے کئی پلٹے کھانے ہیں۔ کئی نئے ادوار میں داخل ہونا ہے اس لئے دعا کے لحاظ سے ابھی تاخیر نہیں ہے۔ ہم تو پہلے بھی دعائیں کرنے والے لوگ ہیں۔ لیکن آج کی دنیا میں ان حالات کے پیش نظر، اس تجزیے کے پیش نظر جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دعا کے سوا آج اِن دنیا کی امراض کا اور اُمت مسلمہ کی امراض کا اور کوئی چارہ نہیں۔ اور اہل مغرب کے لئے بھی دعا کریں کہ خدا ان کو عقل دے۔ بار بار وہ اپنی چالاکیوں اور اعلیٰ سیاست کے ذریعے دنیا کے مسائل حل کرنے کی کوشش کر چکے ہیں اور ہر بار ناکام رہے ہیں۔ ایک بار بھی اُن کی چالاکیاں دنیا کے کام نہیں آئیں۔ کیونکہ ان کی چالاکیوں میں خود غرضی ہوتی ہے۔ اور نفسانیت محرک بنتی ہے آخری فیصلوں کے لئے۔ پس عقلِ کُل کا تقویٰ سے تعلق ہے۔ یہ بات دنیا کو آج تک سمجھ نہیں آئی۔ قرآن کریم جب تقویٰ پر زور دیتا ہے تو پاگل مُلّائیت پہ زور نہیں دیتا۔ ایسے تقویٰ پر زور دیتا ہے جس سے فراست پیدا ہوتی ہے۔ جس سے مومن خدا کے نور سے دیکھنے لگتا ہے اور عقلِ کُل اور تقویٰ دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ہر چالاکی جو تقویٰ سے عاری ہوگی وہ لازماً بالآخر ناکامی پر منتج ہوگی۔ اُسے چالاکی کہہ سکتے ہیں اُسے عقل نہیں کہہ سکتے۔

پس آج دنیا خواہ مشرق کی ہو یا مغرب کی ہو، عقلِ کُل سے عاری ہے کیونکہ تقویٰ سے عاری ہے اور تقویٰ کی دولت کے امین اے محمد مصطفیٰؐ کی جماعت! اے مسیح محمدی کی جماعت!! تمہیں بنایا گیا ہے۔ پس اس امانت کا حق ادا کرو اور جب تک تم اس امانت کے امین بنے رہو گے خدا تمہیں ہمیشہ غلبہ عطا کرے گا اور ناممکن کو تم ممکنات بنا کر دکھاتے چلے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسہ سالانہ اور سفرِ لندن کے ایمان افروز حالات

امسال مرکزِ سلسلہ قادیان سے مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ۔ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب گجراتی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بطور نمائندگان جلسہ سالانہ لندن ۲۷ تا ۲۹ جولائی میں شرکت کی اور ۱۳ ستمبر کو واپس تشریف لائے۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام مؤرخہ ۱۵ اور ۱۷ ستمبر کو مسجد اقصیٰ میں بعد نماز مغرب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی کی زیرِ صدارت اجلاس منعقد کئے گئے جن میں چاروں نمائندگان نے جلسہ سالانہ اور انگلستان کی جماعتوں کے دورہ کے ایمان افروز حالات سنائے اور خاص طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی چشم دید شب و روز مہمات دینیہ میں مصروفیات اور احباب جماعت لندن کی سعادتوں کا تذکرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان نمائندگان کا یہ سفر خود اُن کے لئے اور جماعت کے لئے بابرکت فرمائے آمین ۔

(ادارہ بدر)

التواء عثمان آباد کانفرنس

اخبار بدر کی اشاعت مؤرخہ ۶/۹ میں اعلان کیا گیا تھا کہ آل مہاراشٹرا کانفرنس ۲۷، ۲۸ اکتوبر کو عثمان آباد میں منعقد ہوگی۔ بوجوہ اس کو ملتوی کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ یہ کانفرنس ماہ اپریل ۱۹۹۱ء میں ہوگی معین تاریخوں کا بعد میں اعلان کر دیا جائے گا۔ احباب جماعت مطلع رہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شاہ بانو کیس اور بابری مسجد

بھارتی جنتا پارٹی دہلی کے پردھان ممبر پارلیمنٹ جناب موہن لال کھرانہ کا بیان دوہرے عنوان کے ساتھ اس طرح شائع ہوا ہے :-

رام مندر کی تعمیر کی جائیگی چاہے یوپی یا مرکزی سرکار گر جائے

پردھان دہلی بھاجپا کا اعلان شاہ بانو کیس میں عدالتی فیصلہ کی پابندی کیوں نہ کروائی گئی

.... جو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ تمام متعلقہ فریقین عدالتی فیصلہ کی پابندی کریں شری کھرانہ نے پوچھا "لیکن جب کچھ مسلمان کٹر وادیوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ شاہ بانو کیس میں عدالت کا فیصلہ نہیں مانیں گے تو وہ خاموش کیوں رہے تھے ؟"

(روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۹-۱۰)

کنیادان :- شاہ بانو کیس میں مجسٹریٹ کا فیصلہ ہندو مذہب کے فلسفہ "کنیادان" سے ضرور مناسبت رکھتا تھا لیکن اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف تھا۔

ہندو مذہب میں بیاہ شادی کے موقعہ پر لڑکی شوہر کے سپرد "کنیادان" کے طور پر خیرات کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ٹی۔وی پروگراموں میں آتا رہتا ہے کہ باپ باقاعدہ اپنی بیٹی کو گود میں بٹھا کر اپنے داماد کو دان کردیتا ہے۔ شوہر ہی بیوی کا بھگوان خدا، رازق اور سب کچھ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کی علیحدگی کا کوئی تصور ہندو مذہب میں موجود نہیں ہے۔

انسانی معاشرہ میں ہر جگہ ایسے واقعات ضرور پیش آجاتے ہیں کہ میاں بیوی کا نباہ ناممکن ہوجاتا ہے۔ اغلباً یہاں تک کہ واقعات پیش آجاتے ہیں یہ دیکھتے ہوئے ۱۹۵۴ء میں ہندو کوڈ بل پاس کیا گیا جسکی رو سے ہندو میاں بیوی بھی بذریعہ طلاق ایک دوسرے سے الگ ہو سکتے ہیں اور اس طرح بذریعہ بل ہندو معاشرتی خامی کو دور کیا گیا۔

شاہ بانو کیس میں یہ ہوا کہ مجسٹریٹ نے دیکھا کہ ایک شوہر جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو وہ بیچاری کیا کرے کیونکہ ہندو مذہب کی رو سے وہ اسکا بھگوان خدا اور رازق ہے۔ لہذا اس نے فیصلہ کردیا کہ تازندگی وہی بھگوان اس کا نان ونفقہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہے یا پھر وہ مطلقہ عورت دوسری شادی کرلے اور اپنا بھگوان تبدیل کرے تو اس عورت کے نان ونفقہ کی ذمہ داری پہلے بھگوان کو چھوڑ کر دوسرے بھگوان پر پڑ جائیگی۔ یہ ہے شاہ بانو کیس کے فیصلہ کی حقیقت ؎

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ بنا دیا

اسلامی نکاح :- قرآن کریم سنت اور حدیث میں شادی بیاہ اور خلع طلاق کے مسائل بڑی وضاحت کیساتھ بیان کردیئے گئے ہیں۔ حقوق و فرائض کے اعتبار سے اسلام میاں بیوی کو برابر قرار دیتا ہے۔ بلکہ عورت کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے اسلام نے بعض حقوق مردوں سے بھی زیادہ عورتوں کو دیئے ہیں۔ اور اگر میاں بیوی کے تعلقات اس حد تک کشیدہ ہوجائیں کہ دونوں کا اکٹھا رہنا ناممکن ہو جائے تو اسلام دونوں کو حق دیتا ہے۔ کہ وہ طلاق یا خلع کے ذریعہ واجبات ادا کرکے بہ احسن طور پر ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہوجائیں اس موقعہ پر بھی قرآن کریم میں مردوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنی مطلقہ سے کچھ زیادہ حسن سلوک کرتے ہوئے اس سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو جائیں۔

اسلامی تعلیمات میں نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے جو برابری کی سطح پر مرد و عورت میں طے پاتا ہے۔ مسلمان عورت شوہر تو کیا وہ کسی نبی یا رسول کو بھی بھگوان یا خدا نہیں مانتی اور شوہر کو خدا ماننے کے تصور سے ہی اس کی روح کانپ اٹھتی ہے لہٰذا اس کی غیرت برداشت نہیں کرتی کہ وہ طلاق دینے والے شوہر سے تازیست یا دوسری شادی تک پہلے شوہر کی دست نگر بنی رہے۔

پس شاہ بانو کیس میں اسلامی صحافت نے اس وقت کی کانگریسی حکومت کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ مجسٹریٹ کا فیصلہ سراسر مذہب میں مداخلت ہے۔ جس کی اجازت ہمارا سیکولر آئین نہیں دیتا اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قرآن۔ سنت اور حدیث کے مطابق لاکھوں خلع اور طلاق کے مقدمات طے پائے۔ لیکن ان میں سے کوئی ایک فیصلہ بھی مجسٹریٹ صاحب کے فیصلہ سے مطابقت نہیں رکھتا پس مجسٹریٹ صاحب کا فیصلہ ہندو تعلیمات سے مطابقت رکھتا تھا۔ لیکن اسلام کی واضح تعلیمات کے سراسر خلاف ہونے کی وجہ سے مذہب میں کھلی کھلی مداخلت تھی جس کی اجازت سیکولر آئین نہیں دیتا ہم نے بدر میں بھی اس موقف کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا تھا جس کے بعد حکومت نے مجسٹریٹ صاحب کے فیصلہ کو مذہب میں مداخلت کی بناء پر رد کردیا تھا۔ لیکن آپ پر تو پانچ سو سال قبل تعمیر شدہ بابری مسجد کو مندر میں تبدیل کرنے کا ایسا بھوت سوار ہے کہ اس میں نہ آپ حکومت کی بات ماننے کو تیار ہیں نہ عدالت کا فیصلہ نہ بالغ نظر سیاست کی بات بلکہ کھلی کھلی بغاوت پر اتر آئے ہیں۔

بابری مسجد :- ہم جناب کھرانہ صاحب اور ان کے ہمنوا ہندؤں کو بڑے پیار سے سمجھا رہے ہیں کہ وہ ہوش میں آجائیں۔ اور آنکھیں کھولیں اور بتائیں کہ وہ بابری مسجد کو مندر میں تبدیل کرنے کے لئے "دھرم یدھ" کے نام سے جو پورے ملک میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال پھیلا کر ملک کی دو عظیم قوموں کے درمیان ٹکراؤ پیدا کرنے کے جو کھیل کھیل رہے ہیں اس کا نتیجہ ملک کی دو عظیم قوموں اور ملک کی تباہی کے سوا کیا نکل سکتا ہے؟ اور اس میں بھی زیادہ نقصان ہندوؤں کا ہی ہوگا۔ کیونکہ پورے ملک میں بڑے بڑے عہدوں پر زیادہ تر ہمارے ہندو بھائی ہی فائز ہیں۔ اور ہر شعبہ زندگی پر چھائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی فرقہ پرستی نے تو آدھا دیش بنگلہ دیش بنا دیا تھا۔ ہمارے بھارت کی ہندو فرقہ پرستی نہ معلوم ملک کے کتنے ٹکڑے کرکے دم لے گی۔ ؎

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤگے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

بات تو بالکل صاف ہے کہ مسلمانوں کا حق تھا کہ وہ مطالبہ کرتے کہ ہم نے بابری مسجد کو آج تعمیر نہیں کیا ساڑھے چار سو سال سے مسجد کہلاتی ہے۔ لہذا یہ ہمارا قانونی حق ہے کہ اسے مندر میں تبدیل نہ کیا جائے۔ لیکن مسلمانوں نے نرمی سے کام لیا اور عدالتی فیصلہ تک خاموش ہوگئے۔ ہمارے فرقہ پرست ہندو بھائیوں سے بھی ہماری درخواست ہے کہ عدالتی فیصلہ تک انتظار کریں اور توہین عدالت کے مرتکب نہ ہوں۔

— مگر —

شری دیدیہ ناتھ :- آپ کے پروگرام تو اور آگے چلنے والے ہیں چنانچہ رام جنم بھومی مکتی سمتی کے پردھان مہنت دیدیہ ناتھ جی فرماتے ہیں :-

"انہوں نے اس بات کو دہرایا کہ رام جنم بھومی کا جھگڑا کروڑوں ہندوؤں کے لئے وشواس کا معاملہ ہے اور یہ کسی عدالت کے دائرہ کار میں نہیں آتا مہنت جی نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ رام جنم بھومی، کرشن جنم بھومی اور کاشی وشوناتھ کو ہندوؤں کے حوالے کردیں!"

(ہند سماچار ۱۴ اگست ۱۹۹۰ء)

غور فرمائیے کہ کروڑوں ہندوؤں کے وشواس کا مسئلہ ہے تو بابری مسجد متھرا کی عیدگاہ اور مساجد اور بنارس کی مساجد ان کروڑوں مسلمانوں کے وشواس کا مسئلہ نہیں ہے۔ جو کنیا کماری سے لیکر کشمیر کی جنت نظیر وادیوں تک پھیلے ہوئے ہیں؟۔ اور ان بے شمار مسلمانوں کے وشواس کا مسئلہ نہیں ہے جو ساری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں ؎

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ۔

(درثمین)

جنتا دل حکومت:۔ جنتا دل کی حکومت بھی فرقہ پرستی کی وجہ سے ڈگمگا رہی ہے۔ کیونکہ وہ بھاجپا کے سہارے پر کھڑی ہے۔ اگر وزیر اعظم کشمیر اور پنجاب میں "سیاسی عمل" اور جمہوری عمل کے الفاظ استعمال کر کے کچھ مراعات دینا چاہتے ہیں تو ساتھ ہی بھاجپا لیڈران علاقوں پر جبر و تشدد کرنے کا بیان داغ دیتی ہے۔ لہٰذا مسائل حل ہونے کی بجائے اور الجھتے چلے جا رہے ہیں البتہ حکومت جنتا دل اگرچہ چند روز کی مہمان دکھائی دیتی ہے لیکن اس نے اصولوں پر سودا نہیں کیا نیز وی پی پروگراموں میں ہندو مسلم اتحاد اور نفرتوں کو دور کرنے اور پیار و محبت کو ترقی دینے کے لئے بہت اضافہ ہوا ہے۔ پس ہر محب وطن اس مختصر دور حکومت کو اس باکردار حکومت کو آئندہ بھی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھیں گا۔

کانگریس پارٹی:۔ کانگریس پارٹی جس نے ملک کو آزاد کروا کر اسے سیکولر آئین دیا۔ اس کے بیانات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنتا دل کی طرح وہ بھی اچھی طرح سمجھ چکی ہے کہ ملک کو سب سے بڑا خطرہ فرقہ پرستی سے ہی ہے چنانچہ کانگریس سیشن میں تالیوں کی گونج میں جناب راجیو گاندھی نے یہ اعلان کیا تھا کہ بھاجپا اور ہندو پریشد کے ہر قیمت پر مندر کی تعمیر کرنے کے فیصلہ کے بعد اقلیتوں کی حفاظت کے لئے عوامی تحریک چلائی جائیگی۔ اس سلسلہ میں شری ایم جے اکبر فرماتے ہیں:۔

"راجیو گاندھی کے تحت ... پارٹی عزم کئے ہوئے ہے کہ بھاجپا اور ہندو پریشد کے ہر قیمت پر مندر کی تعمیر کرنے کے فیصلہ کے بعد اقلیتوں کی حفاظت کے لئے عوامی تحریک چلانے کے لئے تشکر وار کو ورکنگ کمیٹی ایسے پلان طے کرے گی"

(ہند سماچار ۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء)

پس ہمارے ملک میں بالغ نظر سیاست کی کمی نہیں ہے۔

مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری طرح بیدار ہو جائیں شروع میں تو فرقہ پرستوں کے ایک دو ممبر ہی پارلیمنٹ میں جاتے تھے لیکن اب ۸۲ سیٹوں پر قبضہ کر کے ملک کو ہندو راج بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں جو پورے ملک کی تباہی کا باعث ہو سکتا ہے۔ لہٰذا مسلمان اس رنگ میں متحد ہوں کہ ان کے ووٹ تمام کے تمام ایک ہی پارٹی کو جائیں جو سیکولر آئین پر یقین رکھتی ہو تو ملک کا نقشہ ہی بدل جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پر کبھی بھی ہندو راج قائم نہ ہونے دے۔

ضروری پہلو:۔ عملی طور پر تمام مسلمان اور ہندو بھائی فرقہ پرستوں کو سمجھائیں کہ وہ جبر و تشدد اور مسلمانوں پر حملے کرنے کی یہ پالیسی اپنائے ہوئے ہیں یہ سراسر ہندو دھرم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ جو مذہب اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے جس میں ایک مرتبہ خدا کا نام لیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد تین مرتبہ شانتی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ وہ مذہب دوسروں کو پریشان کرنے اور دوسروں کی عبادتگاہوں کو گرانے کی کبھی تعلیم نہیں دے سکتا۔ اور پوری طاقت سے ثابت کر دیں کہ ہندو فرقہ پرستی ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے گی۔

ہمارا تجربہ ہے کہ پڑھے لکھے ہندو چاہے وہ ہندو پریشد۔ یا آر ایس ایس کے لیڈر ہوں اچھی باتیں سمجھانے سے بہت جلد سمجھ جاتے ہیں یہ ایک بڑی خوبی کی بات ہے۔ پس سمجھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ بلکہ سمجھانے والوں کی کمی ہے

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

(ایڈیٹر)

•۔ خاکسار کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار رہنے کی وجہ سے زیادہ کمزوری محسوس کرتی ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے نیز خاکسار کے تمام رشتہ داروں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نیز تھاپور میں احمدیوں کی مخالفت ہو رہی ہے۔ مخالفوں کی شر سے جماعتی احباب محفوظ رہنے کیلئے خصوصی درخواست دعا ہے۔ (خاکسار سید وسیم احمد مجیب مبشر قادیان)

مالی دورہ انسپکٹران بیت المال آمد

جملہ پریذیڈنٹ صاحبان و سیکرٹریان و مبلغین کرام و معلمین کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ نظارت ہذا کے مندرجہ ذیل انسپکٹران علی الترتیب صوبہ بہار و یو۔پی۔ راجستھان و صوبہ بنگال۔ اڑیسہ و صوبہ آندھرا و کرناٹک کے دورے پر روانہ ہو چکے ہیں۔ انفرادی طور پر تمام جماعتوں کو نظارت ہذا کی طرف سے ساتھ کے ساتھ اطلاع دی جا رہی ہے۔

جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ ان انسپکٹران سے وصولی چندہ جات و دیگر جملہ مالی امور میں کما حقہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

۱۔ مکرم مولوی محمد طاہر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال آمد
۲۔ مکرم مولوی سید نصیر الدین صاحب " "
۳۔ مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب " "

ناظر بیت المال آمد قادیان

آڈیو ویڈیو کیسٹ جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۰ء

ہندوستان کی تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۰ء کی آڈیو ویڈیو کیسٹ نظارت نشر و اشاعت شعبہ سمعی بصری میں آ گئی ہیں۔ جو احباب کو ویڈیو و آڈیو کیسٹ جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۰ء خرید کرنی ہو وہ نظارت نشر و اشاعت سے رابطہ قائم کریں۔

ناظر نشر و اشاعت قادیان

درخواست ہائے دعا

•۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ماہ اگست ۱۹۹۰ء میں لڑکا عطا فرمایا ہے۔ بچے کی صحت و سلامتی درازی عمر کے لئے نیز خاکسار کو مناسب ملازمت ملنے اور والدین اور بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی۔ گھر کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ ۱۰/۔ روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔

(خاکسار: شیخ غلام احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ)

•۔ مکرم منور احمد صاحب ناظر کارکن دفتر محاسب پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ چوہدری محمد یعقوب صاحب آف بمبئی کافی عرصہ سے پاؤں میں تکلیف کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی کامل صحت یابی کے لئے نیز ان کے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

•۔ مکرم عبد المنان صاحب آف گند بگواڑ ایک ہفتہ ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد گھر واپس آ گئے ہیں کامل صحت کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ موصوف نے اعانت بدر میں ۲۰/۔ روپے ارسال کئے ہیں۔

•۔ مکرم بشیر احمد صاحب سیکرٹری مال سورب سے اپنی جماعت کے لئے اور اپنے کاروبار میں ترقی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ※

(منیجر ہفت روزہ بدر قادیان)

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خاتم النبیین

از محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت محمد مصطفٰے واحمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ اور یہ ایسا لقب ہے اور وہ بلند مقام و مرتبہ جو آج تک دنیا میں کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ اور نہ ہی قیامت تک کسی اور کو یہ مقام دیا جا سکتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی خاص وصف کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب: آیت ۴۱)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ "خاتم النبیین" کا مفہوم کیا ہے۔ کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ مقام ظاہر ہو۔ اور ابوتِ جسمانی کی نفی کے ساتھ "رسول اللہ" کی ابوتِ روحانی کا ذکر کیا جانا کن معنوں میں ہے؟ اس کے لئے ہمیں عربی لغت اور بزرگانِ اُمت کی وضاحت کو مدِنظر رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا کہ وہ کونسا مفہوم ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ محمود ظاہر ہوتا ہے اور کس مفہوم سے آپؐ کی تنقیص ہوتی ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنِ مجید کی لغت پر مبنی ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام "مفرداتِ راغب" جو بڑی مستند اور یگانہ کتاب ہے اس میں انہوں نے خاتم کے مادہ اور مصدر خَتْم کے معنیٰ یوں بیان کئے ہیں:-

اَلْخَتْمُ وَالطَّبْعُ يُقَالُ عَلٰى
وَجْهَيْنِ. مَصْدَرُ خَتَمْتُ
وَطَبَعْتُ وَهُوَ تَأْثِيْرُ الشَّيْءِ
كَنَقْشِ الْخَاتَمِ وَالطَّابِعِ.
وَالثَّانِيْ الْاَثَرُ الْحَاصِلُ
مِنَ النَّقْشِ وَيُتَجَوَّزُ بِذٰلِكَ
تَارَةً فِي الْاِسْتِيْثَاقِ مِنَ
الشَّيْءِ وَالْمَنْعِ مِنْهُ اِعْتِبَارًا
بِمَا يَحْصُلُ مِنَ الْمَنْعِ بِالْخَتْمِ
عَلَى الْكُتُبِ وَالْاَبْوَابِ
نَحْوُ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ
وَتَارَةً فِيْ تَحْصِيْلِ اَثَرٍ
عَنْ شَيْءٍ اِعْتِبَارًا بِالنَّقْشِ
الْحَاصِلِ وَتَارَةً يُعْتَبَرُ
مِنْهُ بُلُوْغُ الْاٰخِرِ مِنْهُ
قِيْلَ خَتَمْتُ الْقُرْاٰنَ
اَيْ اِنْتَهَيْتُ اِلٰى اٰخِرِهٖ"

(مفرداتِ راغب زیر لفظ خَتَم)

یعنی خَتْم اور طَبْع کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت (جو حقیقی معنیٰ ہے) یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں کے معنیٰ تاثیر الشیٔ (دوسری چیز میں اپنے اثرات پیدا کرنا) ہیں۔ جیسا کہ خاتم (مُہر) کا نقش (دوسری چیز میں اپنے نقش اور اثرات پیدا کرتا ہے)۔

اور دوسری صورت اس نقش کی تاثیر کا اثرِ حاصل ہے۔ اور یہ لفظ مجازاً کبھی تو خَتَمَ عَلَى الْكُتُبِ وَالْاَبْوَابِ (کتابوں اور بابوں پر مُہر لگنے) کے لحاظ سے کسی شے کی بندش اور روک کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ (گویا یہ بندش اور روک کے معنیٰ حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہیں) اور کبھی اس کے مجازی معنیٰ آخر کو پہنچنا ہوتے ہیں۔ اور انہی معنوں میں خَتَمْتُ الْقُرْاٰنَ کہا گیا ہے۔ کہ میں (تلاوتِ قرآن میں) اس کے آخر تک پہنچ گیا (یعنی میں نے قرآنِ مجید ختم کر لیا)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امام راغبؒ کے نزدیک خَتْم کے حقیقی معنیٰ مُہر کے نقش کی تاثیر کی طرح تاثیر الشیٔ ہیں۔ یعنی ایک چیز کا اپنے اثرات دوسری چیز میں پیدا کر دینا۔ جیسا کہ مُہر جب کسی چیز پر لگائی جاتی ہے تو اپنے پورے نقوش اس پر منتقل کر دیتی ہے۔ اس لحاظ سے خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی ایسی روحانی مُہر ہیں کہ جس کے نقوش تمام انبیاء پر ثبت ہیں اور آئندہ بھی آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ چنانچہ یہی مفہوم ہے اس حدیث نبویؐ کا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:-

كُنْتُ مَكْتُوْبًا عِنْدَ اللّٰهِ
خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ
لَمُنْجَدِلٌ بَيْنَ الْمَاءِ
وَالطِّيْنِ.

(مسند احمد بن حنبل و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۲)

کہ میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ آدمؑ ابھی پانی اور کیچڑ میں لت پت تھا۔

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر تمام انبیاء کی صداقت کی تصدیق اپنی روحانی مُہرِ نبوت سے کر دی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو دنیا میں کسی بھی نبی کی صداقت کا کوئی ثبوت نہ ملتا۔ اور یہ بھی ایک امرِ واقعہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے ان سب میں نورِ محمدیؐ کی ایک جزوی جھلک تھی جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تکمیلِ نبوت کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی۔ اور تکمیلِ شریعت و اشاعتِ دین کا جو عظیم الشان اور بے مثال کارنامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام دیا ہے وہ گزشتہ انبیاء نہ تو اکیلے اکیلے اور نہ ہی سارے مل کر سرانجام دے سکتے تھے۔ اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کُل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، ہرگز نہ کر سکتے۔ اُن میں وہ دل اور قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوءِ ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت، حُرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۵)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانی کا یہی کمال ہے جسے خاتم النبیین کے لقبِ مبارک سے موسوم کیا گیا ہے۔ جو اپنے حقیقی معنیٰ میں آپؐ کے کمالاتِ نبوت اور تاثیراتِ قدسیہ کا اظہار کر رہا ہے۔ ختمِ نبوت کی اسی حقیقی اور بلند شان کا اظہار کرتے ہوئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا راز ہمارے مخالفوں نے ہرگز نہیں سمجھا۔ جس طرح پر وہ ختمِ نبوت مانتے ہیں اسی طرح پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ.

اب ابوتِ جسمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں نفی کی ہے۔ اگر روحانی ابوت کا سلسلہ بھی جاری نہ ہوا تو پھر کیا آپ کو ابتر مانیں گے؟ ایسا ماننا تو کفر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپؐ کی ابوتِ روحانی کا سلسلہ جاری ہے۔ جیسا کہ لفظ لٰكِنْ ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو نبوت یا رسالت ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے ہوگی۔ کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ آنحضرتؐ کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے۔ آئندہ نبوت کا فیض آپؐ ہی کے ذریعہ اور مُہر سے ملے گا۔ ہماری مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی آئینہ میں اپنی شکل دیکھے تو اس شکل میں جو آئینہ میں نظر آتی ہے اصل کے خواص اور صفات نہ ہوں گے؟ اسی طرح پر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا عکس اور پرتو ہے آپؐ سے خارج کوئی چیز نہیں۔ وحی کے معنے قرآن شریف میں مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ کے آئے ہیں۔ جس دین میں برکاتِ سماویہ اور مکالماتِ الٰہیہ کا سلسلہ منقطع ہو جاوے اس دین کو زندہ کہنا غلطی ہے، وہ دین مُردہ ہوگا۔ پس اسلام کو یہ لوگ مُردہ دین قرار دینا چاہتے ہیں۔ اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو مُردہ نبی۔ معاذ اللہ ہم یہ نہیں مانتے۔ ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **زندہ نبی ہیں**۔ اور اسلام **زندہ مذہب** ہے۔ کیونکہ آپؐ کے برکات اور فیوض کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور آپؐ کی نبوت مُستقل نبوت ہے۔ جس کی مُہر سے سلسلۂ نبوت چلتا ہے۔ اور اسی کو ظلّی نبوت کہتے ہیں۔ ہم اُس نبوت کو کفر جانتے ہیں جو آنحضرتؐ کے توسط کے بغیر دعویٰ کی جائے۔ لیکن جو سلسلۂ توسط کا انکار کرتا ہے کہ ایسا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ وہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَبتر اور اسلام کو مُردہ مذہب ٹھہراتا ہے۔ اور جب اسلام ایسا مذہب ٹھہرایا گیا تو پھر اس سے نجات کی کیا اُمید ہوگی......

......بڑے ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جب یہ لوگ مانتے ہیں کہ یہ اُمت خیر الاُمم ہے تو کیا ایسی ہی اُمت خیر الاُمم ہُوا کرتی ہے جس میں کسی کو مخاطبات اور مکالماتِ الٰہیہ کا شرف حاصل نہ ہو؟ حضرت موسیٰ کی اتباع سے اُن کی اُمت میں ہزاروں نبی ہوئے۔ لیکن اِس اُمت میں ایک بھی اُن کا مثیل نہ ہو تو پھر یہ اُمت کیونکر خیر الاُمم ٹھہری؟"

(الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵-۶)

ختمِ نبوت کی حقیقت اور مسلمانوں کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوت ختم ہوگئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مُفتری ہے جو آپؐ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپؐ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے۔ اور چشمۂ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ مَیں کھول کر کہتا ہُوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپؐ کے بعد کسی اَور کو نبی یقین کرتا ہے۔ اور آپؐ کی ختمِ نبوت توڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس وہی مُہرِ نبوتِ محمدی نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرّائے مُسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختمِ نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں۔ اور میں

یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپؐ کی ابدی نبوت کا یہ **اَدنیٰ کرشمہ** ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیحِ موعود آپؐ کی اُمت میں وہی مُہرِ نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کُفر ہے تو مَیں اِس کفر کو عزیز رکھتا ہوں۔ لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہوگئی ہیں۔ جن کو نورِ نبوت سے حصّہ نہیں دیا گیا اِس کو سمجھ نہیں سکتے اور اس کو کُفر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپؐ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ر جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

پس خاتم النبیین کے حقیقی معنے ہی سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان اور لاثانی قوتِ قدسیہ کا اظہار ہوتا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ جلّ شانُہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی۔ جو کسی اَور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اِسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپؐ کی توجہِ رُوحانی **نبی تراش** ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اَور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

یہی وجہ ہے کہ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے:۔

قُوْلُوْا اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی اَے مُسلمانو! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ تو کہا کرو کہ آپؐ خاتم النّبیین ہیں۔ مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ختم کے دُوسرے معنی روک اور بندش لگانے کے بھی ہیں۔ اور جیسا کہ امام راغبؒ نے تحریر کیا ہے، یہ معنی مجازی ہیں حقیقی نہیں۔ جس کی تصدیق تفسیرِ بیضاوی کے حاشیہ سے بھی ہوتی ہے جہاں اِس آیتِ کریمہ کے متعلق لکھا ہے:۔

فَاِطْلَاقُ الْخَتْمِ عَلَی الْبُلُوْغِ وَالْاِسْتِیْثَاقِ مَعْنًی مَجَازِیٌّ۔

کہ ختم کا استعمال آخری اور بند کرنے کے معنوں میں مجازی معنی کے لحاظ سے ہے۔

اور یہ بھی ہر زبان کا مسلّمہ اُصول ہے کہ جب کسی لفظ کے حقیقی معنی چسپاں ہو رہے ہوں تو پھر مجازی معنی کو بغیر کسی قرینے کے بلاوجہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ اور اگر اِس آیتِ کریمہ میں حقیقی معنی کو نظر انداز کر کے مجازی معنی مراد لئے جائیں تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کی بجائے تنقیص اور ذم کا پہلو لازم آتا ہے کہ نبوت کا وہ انعام جو دُنیا میں جاری و ساری تھا وہ آپؐ نے بکلّی بند کر دیا۔ اور اب کوئی بھی شخص شرفِ مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ اس صُورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ رحمتِ عالم ثابت نہیں ہوتے۔ اور کوئی مسلمان ایسا سوچنا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر ختم کے مجازی معنی مقامِ مدح میں لینے مراد ہوں تو لازماً اس کی تحدید وتعیین اور تاویل کرنی ہوگی۔ یعنی آپؐ نے ایسی نبوت اور ایسا مکالمہ ومخاطبۂ الٰہیہ بند کر دیا جو تشریعی اور مستقل ہو۔ البتہ ایسی نبوت جو آپؐ کی پیروی اور غلامی کے نتیجہ میں ہو، جو آپؐ کی شریعت کے مخالف نہ ہو وہ جاری ہے بشرطیکہ آپؐ کی مُہرِ نبوت کی تصدیق اس کے ساتھ ہو۔ اور یہی جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ کا ہے جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا اظہار ہوتا ہے۔ اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ خاتم النبیین میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ اب قیامت تک سوائے اُمتِ محمدیہ کے دُنیا کی کسی بھی قوم کو کوئی رُوحانی انعام ہرگز نہیں مل سکتا۔ اب رُوحانی انعامات حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی دروازہ کُھلا ہے، اور وہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور غلامی کا دروازہ۔ باقی سب دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِنہی عظیم تاثیراتِ قدسیہ کا اظہار بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی اِس تحریر سے ہوتا ہے، آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہُوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرفِ مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اِس بناء پر مَیں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۱۲-۱۳)

چنانچہ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خاتم النبیین کی یہی تشریح فرمائی ہے کہ:۔

فَاِنَّ النُّبُوَّۃَ سَارِیَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فِی الْخَلْقِ وَاِنْ کَانَ التَّشْرِیْعُ قَدِ انْقَطَعَ۔ فَالتَّشْرِیْعُ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ طبع مصر)

یعنی بے شک نبوت قیامت کے وقت تک مخلوق میں جاری ہے۔ اگرچہ نئی شریعت کا لانا منقطع ہو چکا ہے۔ پس شریعت کا لانا نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

فقہ حنفیہ کے جلیل القدر امام حضرت مُلّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِذِ الْمَعْنٰی اَنَّہٗ لَا یَاْتِیْ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ یَنْسَخُ مِلَّتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِہٖ۔ (موضوعاتِ کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپؐ کے دین کو منسوخ کرے اور آپؐ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

بانیٔ دیوبند حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے بھی اِنہی معنوں کو مدّ نظر رکھ کر فرمایا:۔

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

اب رہے **ختم کے تیسرے معنی** آخر الانبیاء کے یعنی آخری نبی کے تو اس کی وضاحت خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل فرمان سے ہو جاتی ہے۔ فرمایا:۔

اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

(صحیح مسلم باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینۃ)

یعنی مَیں آخری نبی ہوں اور میری (یہ مدینہ والی) مسجد آخری مسجد ہے۔

اِس حدیث میں مسجدِ نبویؐ کو آخری مسجد قرار دیکر آپؐ نے مسلمانوں کو ٹھوکر سے بچا لیا کہ جیسے میری مسجد کے بعد اُن مساجد کا بنانا جائز ہے جو میری آخری مسجد کے تابع ہوں۔ اور اُن کا وہی قبلہ ہو جو اِس مسجد کا قبلہ ہے۔ اور اُن میں وہی عبادات ہوں جو اِس مسجد میں ادا کی جاتی ہیں کیونکہ اِس صُورت میں وہ مساجد میری ہی مسجد کے حکم میں ہوں گی۔ اِسی طرح مَیں آخری نبی ہوں۔ میری شریعت کے تابع میرا ایک کامل پیرو میری ظلّیت میں مقامِ نبوت پا سکتا ہے۔ وھو المراد۔ پس اِس سے بھی آپؐ کی شانِ خاتم النبیین کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ ورنہ اگر آپؐ کو اِن معنوں میں خاتم النبیین تسلیم کیا جائے کہ آپؐ کے بعد کُلّیۃً بابِ نبوت بند ہے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسجدِ نبویؐ کے بعد اب کوئی مسجد نہیں بن سکتی۔ جو حقائق کے خلاف ہے۔ تو جس طرح قیامت تک مساجد کی تعمیر سے مسجدِ نبویؐ جو آخری مسجد ہے کی کسرِ شان لازم نہیں آتی اِسی طرح اُمتی نبی سے بھی ختمِ نبوت کی کسرِ شان نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام "رحمۃ للعالمین"

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

قرآن حکیم میں مذکور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے منجملہ دیگر اسماءِ صفاتی کے آپؐ کا ایک نام "رحمۃ للعالمین" بھی بیان ہوا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۸) میں فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

یعنی ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ آیت کریمہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ رحمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ قرآن حکیم نے جس طرح دنیا کے سامنے خدا تعالیٰ کو "رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ" کی حیثیت میں پیش کیا ہے بعینہٖ اس نے آپؐ کو تمام نسلِ انسانی کی طرف نبی ہو کر مبعوث ہونے کی وجہ سے "رحمۃ للعالمین" قرار دیا ہے۔ یوں تو ہر نبی کی بعثت اس کی قوم کے لئے سراسر رحمت ہوتی ہے۔ مگر آپؐ سے پہلے آنے والے تمام انبیاءؑ کی دعوت کا دائرہ چونکہ صرف ان کی اپنی اپنی قوموں تک محدود تھا اس لئے ان کی رحمت بھی ایک مخصوص دائرے تک محدود تھی۔ اس کے بالمقابل رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام عالم انسانیت کی رُشد و اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپ کی رحمت کا وسیع دامن بھی تمام کائناتِ عالم پر محیط ہے۔

قرآن مجید کی ہر سورۃ اپنے وقتِ نزول کے اعتبار سے اُس زمانہ کے صحیح تاریخی حالات و واقعات پر زبردست اندرونی شہادت کا کام دیتی ہے۔ چنانچہ سورۃ الانبیاء (جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا ہے) کا زمانہ نزول مکی دور کے ابتدائی سالوں سے تعلق رکھتا ہے اور یہ وہ دور ہے جب دنیا میں عموماً اور سرزمین عرب میں خصوصاً ہر طرف فسق و فجور کا دَور دَورہ تھا۔ زبردست بالادستوں کی چکی میں پس رہے تھے۔ شراب نوشی، قمار بازی اور ہر قسم کی بدکاری گھٹی میں مل چکی تھی۔ عورت کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا۔ اور ہر سو ضلالت و گمراہی کی بھیانک تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس وقت کی دنیا کی بھیانک حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (الروم: ۴۲)

ترجمہ:۔ خشکی اور تری، دونوں میں فساد ظاہر ہو گیا۔ اور یہ نتیجہ ہے اُن اعمال کا جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائے تا انہیں اس کا مزہ چکھائے جو انہوں نے کیا (اور) تا وہ رجوع کریں۔

قرآن حکیم نے ان مختصر مگر جامع الفاظ میں اس وقت کے حالات کا جو بھیانک نقشہ کھینچا ہے اس کی تصدیق بیسویں صدی کے نامور عیسائی مصنف مسٹر ڈینیسن نے اپنی کتاب "جذبات عالیہ پر تہذیب کی بنیاد" میں بھی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی میں نسلِ انسانی کی تہذیب ابتری کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکی تھی۔ اور چار ہزار سال سے جو تہذیب بنتی چلی آ رہی تھی وہ بالکل تباہ ہونے کے قریب تھی اس تہذیب کی مثال اُس درخت کی مانند تھی جس کی شاخیں اور پتے تو تمام دنیا پر چھا گئے ہوں مگر اس کا تنا کھوکھلا ہو چکا ہو۔ گویا یہ تہذیب کا درخت ایک جھونکے کا منتظر تھا کہ کب گر جائے۔"

دنیا کی اس بھیانک تصویر کے مطابق گویا خود زمانے کی دگرگوں حالت اور روئے زمین پر پھیلا ہوا فساد اس امر کا متقاضی تھا کہ دنیا کا کوئی نجات دہندہ "رحمۃ للعالمین" بن کر مبعوث ہو جو اسے ہلاکت و بربادی کے اس گڑھے میں گرنے سے بچائے۔ اور چونکہ ہر امساکِ باراں کے بعد اپنی رحمت کی بارش برسانا اللہ تعالیٰ کا ازلی قانون ہے اس لئے اس نے زمانے کی اس ناگفتہ بہ حالت پر بھی ترس کھاتے ہوئے اپنے محبوب کامل حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے رحمتِ مجسم بنا کر مبعوث کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:۔

وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۔ (آل عمران: ۱۰۴)

یعنی ٹھیک ایسے وقت میں جب کہ تم آگ کے گڑھے کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے ہم نے تم کو اس میں گرنے سے بچا لیا۔ بعینہٖ اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے مسٹر ڈینیسن لکھتے ہیں:۔

"ان ہی حالات میں ملکِ عرب میں وہ انسان پیدا ہوتا ہے جس نے ساری تہذیب کے اندر زندگی کی لہر دوڑا کر اسے تباہ ہونے اور گرنے سے بچا لیا۔"

ایک مسٹر ڈینیسن ہی پر کیا موقوف، دنیا کا ہر منصف مزاج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کے ناگفتہ بہ حالات اور مابعد کے عظیم الشان روحانی تغیر کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد اسی حتمی نتیجہ پر پہنچے گا کہ بلاشک سرورِ کائنات و فخرِ موجودات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم "رحمۃ للعالمین" ہیں۔ جن کی بدولت قریب المرگ انسانی تہذیب کو ایک نئی زندگی ملی۔ حضورؐ نے جو پُرحکمت اور امن بخش تعلیم دنیا کے سامنے رکھی اور اپنے پاکیزہ عملی نمونہ سے اس پاکیزہ تعلیم کو جس طور سے عملی جامہ پہنایا اس کا ہر پہلو آپ کو رحمۃ للعالمین ثابت کرتا ہے۔ جس سے دنیا کی کوئی مخلوق بھی محروم نہیں رہی۔

آپؐ رحمت ہیں فرشتوں کے لئے کہ انہیں آپ ہی کے فیض سے اسماءِ باری کا علم عطا ہوا جو انہیں پہلے حاصل نہیں تھا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ (احزاب: ۵۷)

کہ میرے ساتھ میرے فرشتے بھی تیرے حق میں مدح سرا ہیں اور تیرے لئے دعا گو ہیں۔

آپؐ رحمت ہیں اُن تمام انبیاءؑ گزشتہ کے لئے بھی جن کی پاکبازی پر لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ کا اصولی ارشاد صادر فرما کر آپ نے مہرِ تصدیق ثبت کی اور ہمارے لئے اُن سب کا بلکہ احترام لازم قرار دیا۔

اس ضمن میں آپ کا سب سے بڑا احسان دنیائے عیسائیت پر ہے جس کے پیشوا کی ذات پر رکھنے والی ہر انگلی کو آپ نے کاٹ کر رکھ دیا۔

آپؐ کی شفقت و رحمت کا ہاتھ ذی روح مخلوق ہی پر نہیں بلکہ جمادات و نباتات پر بھی سایہ فگن ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ شروع میں آپ ایک کھجور کے درخت کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ بعد میں جب آپؐ منبر پر کھڑے ہو کر خطاب فرمانے لگے تو کھجور کا وہ درخت آپ سے دوری اور فراق کی تاب نہ لا کر رو پڑا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے اس درخت کی چیخ و پکار سن کر فوراً منبر سے نیچے اُترے اور اُسے سینہ سے لگا کر انتہائی شفقت کے ساتھ اُس پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ تب کہیں جا کر اُس مضطرب کو چین نصیب ہوا۔

آپؐ نے بے زبان جانوروں سے بھی حسن سلوک کا حکم دیا اور فرمایا کہ پیاسے جانور کو پانی پلانے والا بھی مستحق اجر خداوندی ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ صحابہ میں رونق افروز تھے کہ ایک اونٹ عالمِ خوف و ہراس میں ہانپتا کانپتا آیا اور آپ کے قدموں میں سر رکھ کر زبانِ حال سے اپنے مالک کے ظلم و ستم کے خلاف فریاد کرنے لگا۔ اسی اثناء میں اونٹ کا مالک بھی وہاں پہنچ گیا اور اسے اپنے ہمراہ واپس لے جانے کے لئے اصرار کرنے لگا۔ اس پر رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے مخاطب کر کے فرمایا کہ خدا نے تمہیں مجھ جیسا شفیق دل عطا نہیں کیا اس لئے اب یہ اونٹ میرے پاس ہی رہے گا۔ یہ کہہ کر حضورؐ نے مالک کو اونٹ کی قیمت ادا کر دی اور اُسے چراگاہ میں آزاد چھوڑ دیا۔

یتیموں، ناداروں، معذوروں، بے کسوں، بیواؤں اور کم عقل لوگوں کے تئیں حضورؐ کے قلبِ صافی میں موجزن بے پناہ شفقت و محبت کا اندازہ اس دردمندانہ دعا سے بخوبی کیا جا سکتا ہے جو آپ اکثر اپنے مولا کے حضور انہی درد بھرے الفاظ میں کرتے:۔

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ۔ مسکینی کی حالت میں وفات دے اور روزِ قیامت مساکین کے زمرہ میں میرا حشر ہو۔

آپؐ کے زمانہ میں زر خرید غلاموں سے حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا اور انہیں سخت سے سخت

سزائیں دی جاتی تھیں۔ لیکن آپ چونکہ ہر مظلوم و مقہور طبقہ کی پشت پناہ تھے اس لئے آپ کی رستگاری نے غلاموں کی قسمت کا پانسہ بھی پلٹ دیا اور انہیں تحت الثریٰ سے اُٹھا کر عرش بریں پر بٹھا دیا۔ حتیٰ کہ آپ کی غیر معمولی شفقت و عنایت سے مغلوب ہو کر حضرت زیدؓ جیسے غلام نے آزاد ہونے کے بعد بھی واپس اپنے گھر جانے کی بجائے ساری عمر اپنے آقا کے قدموں میں پڑے رہنے کو ترجیح دی اور کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد ہمشیرہ سے کر دی۔

غلاموں کی طرح عرب میں عورتوں کے حقوق اور مقام کا بھی کوئی احترام نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کا وجود بھی اہل عرب کو اس قدر ناگوار خاطر تھا کہ اس کی پیدائش پر وہ غم و اندوہ کے غوطے تاک سمندر میں غوطہ زن ہو جاتے اور اُس کے دُنیا میں آتے ہی اُس کا نام و نشان تک مٹا دینے کے درپے ہو جاتے۔ اگر وہ قسمت سے زندہ بچ بھی جاتی تو بحیثیت بیٹی، بیوی اور ماں ساری زندگی مظالم کا تختۂ مشق ہی رہتی۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیق وجود مظلوم و مقہور طبقۂ نسواں کے لئے بھی حصار امن و عافیت بنا۔ آپ نے عورتوں کے جداگانہ حقوق قائم فرمائے اور اُسے عزت و احترام کے بلند مقام پر فائز فرمایا۔

آپ کو ننھے بچوں سے بھی گہرا اُنس تھا۔ آپ گلیوں میں گزرتے ہوئے انہیں رُک کر لیتے اور اُن کے رخساروں پر تھپکی دیتے۔ آپ نے عمر بھر کسی بچے کو نہیں مارا۔ گفتگو میں سب سے سخت کلمہ جو آپ نے استعمال کیا وہ یہ تھا کہ "اسے کیا ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے چہرہ کو خاک آلود کرے۔" جب آپؐ سے کسی کو لعنت ملامت کے لئے کہا گیا تو آپ نے جواب دیا:۔
"میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"
آپ کو [illegible] برداشت [illegible] اور جسمانی اذیتیں پہنچانے والے دشمن بھی آپ کی رحمت سے مستفیض ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ پہلے انبیاء [illegible] اُن کو [illegible]

ہی ہلاک کئے گئے۔ مگر جب رحمت و شفقت کا یہ مجسمہ دُنیا میں مبعوث ہُوا تو اُس نے سفاکوں، قزاقوں اور ڈاکوؤں کو بھی ایسا درس محبت دیا کہ وہ سب آپ کے دام محبت کے اسیر ہو گئے۔ آپ کی بعثت سے قبل قتل و غارت گیری اور فتنہ و فساد عربوں کا محبوب مشغلہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قبیلوں کے قبیلے کٹ مرتے اور یوں آن کی آن میں ہزاروں انسانوں کا صفایا ہو جاتا۔ لیکن آپ کی نسیم رحمت نے اُن کی وحشیانہ حالت کو بھی یکسر بدل ڈالا اور علم و تہذیب کی دولت سے بالکل تہی ریگستان عرب کے ان بادیہ نشینوں کو دیکھتے ہی دیکھتے زندگی کے ہر شعبہ میں ایسا طاق کر دیا کہ وہ جو کبھی فقط بالکل بے سرو سامان تھے قیصر و کسریٰ کی عظیم سلطنتوں کے وارث بن گئے، وہ جو علم و معرفت کی دولت سے کلیتاً محروم تھے تمام دُنیا کے مُعلم اور اُستاد قرار پائے، وہ قوم جو تجارتی اُصول و قواعد سے بالکل نابلد تھی دور دراز ممالک تک تجارت کرنے لگی۔ اور وہ جو کبھی فقط معمولی معمولی باتوں پر باہم دست و گریباں ہو جاتے تھے انہوں نے ساری دُنیا کو امن و آشتی کا درس دیا۔ یہ حیرت انگیز تبدیلی کس نے پیدا کی۔؟ آہ وہی رحمت مجسم نے جس نے دُنیا میں آنکھ کھولتے ہی اپنی محبت و شفقت کی عطر بیز خوشبوؤں سے تمام فضائے ناخوشگوار کو معطر کر دیا اور جب مسند نبوت پر متمکن ہُوا تو تمام چمن انسانیت میں بہاریں اٹھکھیلیاں کرنے لگیں۔ امن و آشتی کا یہ پیغامبر آمنہ کا وہی لعل تھا جس پر کسی وقت اُس کی اپنی ہی قوم کی طرف سے اس قدر ظلم و ستم روا رکھا جاتا تھا کہ عرش الٰہی کے پائے بھی لرز اُٹھتے تھے۔ اور دشت و بیابان بھی کانپ جاتے تھے۔ مگر وہ ان درندہ صفت دشمنوں کے حق میں بھی ہمیشہ اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون کی دردمندانہ دُعا کرتا اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنے مولیٰ کے حضور اُن کی رشد و ہدایت کا سوالی ہوتا۔ اگر وہ چاہتا تو فرشتہ کو پہاڑ اُلٹنے کا حکم دے کر مخالفین کی تمام نسل کو نیست و نابود کر کے [illegible]

روز حرم کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہا دیتا۔ لیکن اُس نے انتقام کے تمام مواقع میسّر ہونے کے باوجود بھی ہمیشہ اُن کی بھلائی چاہی اور اپنے مولا سے اُن کیلئے خیر ہی طلب کی۔ بالآخر اُس کی نیم شبی دُعاؤں نے کوچہ انسانیت سے یکسر ناآشنا عرب کے ان وحشیوں کو بھی زیور انسانیت سے آراستہ کر دیا۔

عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ آپ کی اس بے پناہ شفقت و محبت کا دُنیا کے کس رشتہ سے موازنہ کیا جائے۔ دُنیا میں عموماً تین قسم کی محبتیں ہی اعلیٰ درجہ کی تصور کی جاتی ہیں۔ اوّل والدین کی محبت اولاد سے دوئم انسان کی محبت اپنی جان سے اور سوئم مالک کی محبت اپنی ملک سے۔ قرآن کریم نے اشارۃً آپؐ کی محبت کو والدہ مہربان کی محبت سے تشبیہ دی ہے۔ مگر فی الحقیقت آپ کی محبت اس سے بھی بالا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

یعنی کسی بچے نے اپنی ماں سے بھی وہ محبت نہیں پائی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق خدا سے فرماتے تھے۔ اور اتنا سب کچھ کر چکنے کے بعد بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ:
اِنَّمَا اَنَا الْقَاسِمُ وَاللّٰہُ الْمُعْطِی
یعنی دینے والا تو خدا تعالیٰ ہی ہے۔ میں تو محض اللہ تعالیٰ کی رحمت و عطا کو تقسیم کرنے والا ہوں۔ ہر ایک میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہی کے فیضان کو پاتا ہے۔

چنانچہ اس زمانہ میں بھی آپ کے روحانی فرزند جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مبارکہ بھی آپ ہی کے طفیل تا قیامت جاری و ساری اللہ تعالیٰ کے اس روحانی فیضان کا ایک زبردست ثبوت ہے تا وہ دُنیا کو ایک بار پھر اپنے روحانی باپ اور رسولِ مطاع رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا امتیاز مذہب و ملت اور رنگ و نسل مخلوقِ خدا سے گہری دلی محبت اور شفقت کا عینی مشاہدہ کرا سکے۔ چنانچہ حضورؑ اپنے اس فرض منصبی کو پورا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
"یاد رکھو کتاب مجید کو بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دُنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھا دے۔ جیسے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ایسا ہی قرآن مجید بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دے اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیے اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام اُمتوں میں ہے وہ اس اُمت میں جمع کر دیئے"
(الحکم ۱۳ جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

نیز فرمایا:۔
"جیسا کہ خدا تعالیٰ تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دُنیا کے لئے رسول ہیں۔ اور تمام دُنیا کے لئے رحمت ہیں۔ اور آپ کی ہمدردی تمام دُنیا سے ہے۔ نہ کسی خاص قوم سے۔ اور خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بھی وہ کامل اور تام ہمدردی کی تعلیم دی ہے کہ کسی دوسرے رسول کو ہرگز نہیں دی۔"
(چشمۂ معرفت خاتمۃ الکتاب صفحہ ۱۹)

پس اے ہمارے دل و جان سے محبوب اور پیارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم)! تجھ پر کروڑوں سلام کہ تو نے عشق و محبت کے باغ کو اپنے خون جگر سے سینچا اور اُسے سدا بہار بنا دیا۔ دُنیا خواہ از راہ تعصب اپنی آنکھوں کو کتنا ہی بند کرے۔ بالآخر ایک دن اُس پر منکشف عیاں ہو گا کہ فی الواقع نوع انسان کا حقیقی خیر خواہ اور سچا غم خوار تو ہی ہے۔ وہ دن نزدیک آتے ہیں جب دُنیا تجھے اور فقط تجھے اپنا محسن اعظم تسلیم کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وما ذالک علی اللہ بعزیز۔
اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر شاہ خورشید احمد صاحب اردو سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی کاروبار میں برکت اور روحانی جسمانی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست [illegible]

سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتب ہنود کے آئینہ میں

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مبعوث ہونے والے نبی۔ رسول اور اوتار محدود زمانے اور مخصوص اقوام کے سدھار کی غرض سے آیا کرتے تھے۔ لیکن جب مختلف اقوام عالم کا سوشل اور ذہنی ارتقاء SATURATED MIND عروج کو پہنچ گیا۔ تو اقوام عالم۔ کے لئے ایک ہی قانون شریعت اور ایک ہی وسیع بھائی چارے UNIVERSAL BROTHER HOOD کی خاطر خدا تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر تمام لوگوں اور تمام زمانوں اور تمام مذہبوں کو ایک ہی مرکزی نقطۂ توحید پر جمع کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔

(سورۃ الانبیاء ۱۰۸ سورۃ النساء ۲۹ الاعراف ۱۵۹)

تمام مذاہب کی آسمانی کتب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ مذاہب کی کتابوں میں سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انمول موتی جگمگا رہے ہیں۔

ہندو دھرم کی مقدس مذہبی کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سینکڑوں درخشاں پہلو اپنی سدا بہار دکھا رہے ہیں اتھرو وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷۔ منتر ۲ میں سنسار بھر کے لوگوں کو تاکید کی گئی ہے۔

ترجمہ:۔ اے سنسار بھر کے لوگو! ساری دنیا کے بادشاہ کی بے حد اعلیٰ اور حقیقی حمد وثنا کرو۔ جو ماں کی مانند رحم دل ہے۔ جو بین الاقوامی شخصیت BELONGING TO ALL MEN سب کا سانجھا ہے۔ جو استقبال کرنے کے لئے نہایت ہی موزوں، ہر جگہ کے تمام لوگوں کا قابل احترام اور عزت پانے والا ہے۔ جس کے لئے ذاتی سنسار اور دنیا و مافیہا پیدا ہے جو اندر (افضل الرسل) ہے۔ جو مقدس اور مشہور عالم ہے"

اسے مضبوطی سے پکڑو۔ اس کی حقیقی، ٹھیک، بے حد۔ بہت زیادہ اچھی ستُتی۔ حمد وثنا کرو کیونکہ دراصل وہی قبول کرنے اور استقبال کرنے کے لائق ہے۔"

یہ تمام باتیں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن پہلو ہیں آپ ہی مادر مہربان کی مانند رحمۃ للعالمین۔ ساری دنیا کے تمام لوگوں کے سانجھے سب زمانوں کے لئے اِنّی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا" (الاعراف ۱۵۹) ہیں۔ آپ کا وجود ویشوانر वैश्वानर دنیا بھر کے لوگوں میں عزت پانے والا ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ (الاعراف - ۴۱)

حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں آنے سے پہلے۔ اور قیامت تک کے ریفارمروں سے کیفیت و کمیت اور درجات کے لحاظ سے افضل ترین رسول ہیں یہ ذاتی سنسار۔ دنیا و مافیہا صرف آپؐ کی خاطر پیدا کئے گئے ہیں۔

لولاک لما خلقت الافلاک حدیث

آپؐ پر دن رات خدا و ملائکہ فرشتے اور انسان سلام و درود بھیجتے رہتے ہیں (الاحزاب ۵۷) درحقیقت آپؐ کی شخصیت ہی قبول کرنے۔ استقبال کرنے اور اپنانے کے لائق ہے۔

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

اسم گرامی محمدؐ

मामह -मामह नराशंस

اتھرو وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۰۳، ۱۱ میں ہادیٔ عالم کا اسم گرامی۔ نراشنس۔ مامح۔ کارو بتایا گیا ہے۔

इदं जना उप श्रुत नराशंस [illegible]

(۱) اے لوگو! بابرکات احترام سے سنو۔ کہ آئندہ زمانے میں بے حد تعریف والا انسان تعریف کیا جائے گا۔ عربی بھاشا کے لحاظ سے۔ "بے حد تعریف والا" محمدؐ ہے محمد کا عربی میں مطلب ہے بے حد تعریف کیا گیا۔

ii۔ آپؐ کا نام مامح मामह بھی ہے۔ یعنی پُرنور۔ پُرعظمت۔ معزز۔ قابل ستائش و حمد و ثنا بے حد اچھا۔ روحانی طاقت والا

iii۔ آپؐ کا نام کارو कारु ہے NAME OF MUHAMMAD محمدؐ کا نام (نیو رائل ڈکشنری ۱۹۳۲ء) بے حد زیادہ قابل تعریف شخصیت (پریکٹیکل ڈکشنری ۱۹۳۲ء) ایک منی اور پیغمبر کا نام (پدم چندر کوش۔ زیر لفظ کارو कारु)

سیرت کے مدنظر یہ تمام صفات حسنہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی پائی جاتی ہیں۔ آپ کی پیدائش سے پہلے دنیا اور عرب ز بھارت میں محمدؐ [illegible] نام کا کوئی منی پیدا نہیں ہوا۔

IN FACT NO ONE IN THE WHOLE OF ARABIA HAD THIS NAME

(انگلش کورس برائے کلاس ہشتم سبق ۱ محکمہ تعلیم پنجاب۔ پاکستان)

آچاریہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہندوؤں کی قدیم اور بنیادی کتب میں سے پورانوں کا درجہ اور اہمیت بہت زیادہ مانی جاتی ہے۔ "دراصل پوران ہی ہندو جاتی کے پران۔ (جان) ہیں اگر پورانوں کو ہندو لٹریچر سے نکال دیا جائے۔ تو ہندو جاتی کی ساری عظمت ہی برباد ہو جاتی ہے"

(ہندو دھرم ۲ - ۱۱۹)

بھوشیہ پوران پرتی ۳ پرو ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۵ - ۶

۷ - ۲۵ - ۲۶ میں سے حضرت محمد آچاریہ کے بارے میں چند باتیں پیش خدمت ہیں۔

(i) "اسی دوران آچاریہ محمد نام سے مشہور اپنے شاگردوں کے ساتھ آیا" شلوک ۵

(ii) "راجہ نے مہادیو ریگستان۔ (عرب) کے رہنے والے کو...... نذرانہ پیش کر کے دلی عقیدت سے نمسکار کیا"۔ شلوک ۶ - پرانی سماکھی بھائی بالا میں حضرت محمد مصطفیٰ کو مہادیو کا خطاب دیا گیا ہے۔

(iii) آچاریہ محمدؐ مہادیو کے ماننے والے ختنہ کرانے والے۔ اذان دینے والے۔ سر پر بُودی (بودی) نہ رکھنے والے۔ ڈاڑھی رکھنے والے شور کے سوا سب حلال جانور اور اشیاء کھانے والے ہونگے"۔

(شلوک ۲۵ - ۲۶)

آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ شیطان کو تباہ کرنے والے ہونگے۔ شلوک ۷

"عرب نام کی سرزمین میں آچاریہ محمد مہادیو کے وقت آریہ دھرم (مہذب مذہب) نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ زمین ملیچھوں کے سبب خراب ہو چکی ہوگی"۔ شلوک ۸

"بے حد مشہور محمدؐ (تعریف کیا گیا) وہ پشاچوں کی بگڑی بنانے میں مشغول رہے گا"۔ شلوک ۱۲

مد آچاریہ محمدؐ کے شہر کا نام مدین پور (مدینہ) ہو جائے گا۔ اسے تیرتھ کے برابر مانا جائے گا"۔ شلوک ۲۴

مدین پور मदहीन पुर وہ شہر جہاں شراب حرام ہو۔ مدینہ کا نام یثرب سے تبدیل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مدینہ ہوا۔ اور سب سے پہلے اسی شہر میں شراب حرام ہونے کا حکم نازل ہوا تھا۔

اگرچہ کسی زمانے میں "آریہ دھرم تمام مذاہب پر فائق تھا۔ مگر میں (خدا) ایشور کے حکم سے گوشت خوروں کے مضبوط مذہب کو جاری کروں گا"۔ شلوک ۲۴

گوشت خوروں سے مراد مسلمان ہیں شلوک ۸ میں مسلمانوں کو ملیچھ کہا گیا ہے۔ پدم چندر کوش ۹۸ ۳ زیر لفظ ملیچھ کے یہ معنے لکھے ہیں۔ "بیل۔ گائے کا مانس کھانے والی قوم"۔ مسلمان سور کو حرام اور دیگر جانوروں کو حلال جانتے ہیں۔

ناقہ سوار رشی:۔

نراشنس ۔ فارسی (محمدؐ) مہرشی کا ملک ، ریگستان (عرب) اور اس کی خاص سواری اشٹرا ۔ اونٹ ، ناقہ بتائی گئی ہے ۔

اس کی سواری اونٹ ، ناقہ ہے
उष्ट्रा यस्य प्रवाहणो

اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۲
اونٹ کی نشوونما کے لئے دنیا بھر میں صرف عرب کا ریگستان ہی موزوں ہے ۔ اونٹ عرب کا ہوائی جہاز ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی خاص سواری ناقہ ، اونٹ رہی ہے ۔ تواریخ میں حضورؐ کی اونٹنی کا نام القصواء آتا ہے (خمیس ۔ زرقانی طبری ...)

یاد رہے کہ از روئے ویدک تعلیم رشیوں ۔ منیوں ۔ اوتاروں اور برہمنوں کو اونٹ کا ماس کھانا ۔ ناقہ کا دودھ پینا ۔ ان پر سواری کرنا ۔ ان کا پالنا منع ہے ۔

منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۸ شلوک ۱۸ ادھیائے ۱۱ شلوک ۲۰۱

دنیا کے پردے پر صرف حضرت محمد مصطفیٰ ہی خدا رسیدہ رشی ہیں جن کی سواری اونٹ ، اونٹنی رہی ہے

الغرض مسلمانوں کو جاننے والوں کو علم ہے کہ جو علامات بھوشیہ پران اور اتھروید میں بیان ہوئی ہیں ۔ وہ سب کی سب مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں ۔

اتھروید اور قرآن

اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر " میں ویدک خداوند نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر پرکاش ڈالا ہے ۔ ویدوں کا ترجمہ ہندو اور آریہ ودوانوں نے جیسا کیا ہے ۔ ویسا ہی لفظی ترجمہ ومفہوم قرآن مجید کے الفاظ کا ہے ۔
। इन्द्रः कारुम ..... ।। ममेदुग्र ..... पुरन्धि ।।

ترجمہ :- ویدک خداوند ان خدا (اندر) نے اپنی تعریف کرنے والے کارو (محمدؐ) منی کو جگایا ۔ اٹھایا ۔ تیار کیا ۔ کہ اٹھ ! جو تو نے مجھ سے ایدیش (کلام الٰہی) پایا ہے ۔ اسے مضبوط پکڑ ۔ اسے یاد کر ۔ اور اس ایدیش کو نیک ۔ لائق ۔ یقین والے ۔ میرے بندوں کو ان کے پاس جاکر پورے طور پر بلند آواز سے پہنچا دے ۔

(ii) اے کارو ! محمدؐ ! تو تاباں اعتماد و وفادار ، نیک ومتقی ہے ۔ میں نے تجھے اپنی یاد میں رکھا ہوا ہے ۔ میں نے تجھے اپنے کام میں مشغول رکھنے کے لئے ملازم رکھ لیا (چن لیا) ہے ۔

(iii) میں بڑے زور والا غالب پرمیشور ہوں ۔ پس تو دیا مجھ ... قادر ۔ غالب ۔ اور طاقتور کی عبادت اور بڑائی کر ! تو میرا کام پورا کر ۔ میں تجھے ہر ایک قسم کی ہر ایک چیز (EVERY KIND OF EVERY THING) سب کچھ پورا پورا اور مکمل اس کثرت سے دوں گا ۔ کہ تو پرشن ہو جائے گا ۔ سیر ہو جائے گا ۔ بس ہو جائے گا

قرآن مجید

یاایھا المدثر ! اے چادر میں لپٹے ہوئے سونے والے
قم فانذر ۔ اٹھ اور لوگوں کے پاس جاکر انہیں ہوشیار کر ۔ وربک فکبر ۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر (مدثر ۲ تا ۴)
بلغ ما انزل الیک جو ایدیش (کلام) میں نے تجھے دیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دے ۔ تاکہ میرے بندے غفلت سے بیدار ہو جائیں ۔

(ii) وید منتر ۱۱ میں خداوند کریم کے محمدؐ منی سے پیار کرنے اور اپنی یاد میں رکھنے کی کہی گئی ہے ۔ قرآن مجید میں آتا ہے ۔ کہ ۔

یقیناً اللہ ۔ فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں ۔ پس اے مومنو ! تم بھی اس نبی پر درود بھیجا کرو ۔ (الاحزاب ۵۷)

(iii) خدا تعالیٰ قادر مطلق ۔ غالب اور عالم الغیب ہے ۔ وہ واحد بلند عظمت والا اور جبار و قہار ہے ۔ وہ تمام نقائص سے منزہ ہے ۔ سورۃ حشر ۲۳ - ۲۴ - ۲۵

(iv) انا اعطینک الکوثر ۔ فصل لربک وانحر " سورۃ الکوثر ۲-۳-۴ اے کارو (محمدؐ) ہم نے تجھے الکوثر عطا کیا ہے ۔ پس تو اپنے رب کی بڑائی بیان کر عبادت کر ۔ اور قربانی و ایثار کر ۔

کوثر کے معنے " EVERY KIND OF EVERY THING " بہتات کے ہیں " قوم کا ایسا سردار جو بڑی خیر و برکت والا بڑا سخی اور کثرت سے نیکیاں پھیلانے والا ہو " (المنجد)

واقعات بتاتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک نعمت میں بہتات بخشی ۔

کثرت کمالات نبوت ۔ کثرت علوم ۔ کثرت اولاد ۔ کثرت اموال ۔ کثرت فتوحات

وید مقدس اور قرآن مجید میں مذکور باتیں ایک دوسرے کا لفظی اور مفہوم کے لحاظ سے ترجمہ ہیں ۔ " دراصل پرماتما سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب ہے ۔ وہ تینوں زمانوں کی جاننے والا ہے ...... وید میں تینوں زمانوں یعنی ماضی وحال اور مستقبل کے واقعات کا ذکر آجانا کوئی غیر ممکن بات نہیں ہو سکتی "
ہندو دھرم ۲ - ۱۲۴

ہندو رشی ہمیشہ ست وادی رہے ہیں اس لئے وہ کسی کے لئے جھوٹ بول کر کیوں پاپی بنتے ...... انہوں نے اپنی روحانی آنکھ سے جو کچھ دیکھا صاف صاف لکھ دیا ۔ اس پر اگر کوئی دنیادار ان کے سچ لکھنے کو نہ سمجھ سکے ۔ تو اس کے اپنے دماغ کی کمزوری ہے ۔ رشیوں کا قصور نہیں " ۔ ہندو دھرم نمبر ۲ صفحہ ۹۳ ۔

اے سنسار بھر کے ہندو بھائیو اپنے رشیوں کی باتوں کو مانو رشیوں کی نافرمانی پاپ ہے ۔ اور پاپی نرک میں لے جاتا ہے ۔ مقدس کتب میں شاہ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے بارے میں بڑی تفصیل سے باتیں بیان ہوئی ہیں رشیوں نے آپ کو ان باتوں پر عمل کرنے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے کی تاکید ہے ۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

محبت کے تو گیت گاتا چلا جا

محبت ہو سب سے نہ نفرت کسی سے
سیاست نے بوئی ہے نفرت کی کھیتی
تڑپتے ہیں مظلوم بسمل ہزاروں
ہے ظلمت نے گھیرا ۔ ہے ہر سُو اندھیرا
بڑوں نے جہاں کو تباہ کر دیا ہے
ہے اللہ کی رحمت ۔ دعائیں ہے سنتا
تیرا پیارا مولیٰ ہے ارفع و اعلیٰ
سننے گا زمانہ ۔ یہ تیرا فسانہ
محبت ۔ خدا کی محبت کا پھل ہے
کٹھن ہے یہ منزل کہیں رک نہ جانا
مصائب ہوں ۔ طوفاں ہوں یا آندھیاں ہوں

سبق یہ جہاں کو سکھاتا چلا جا
محبت کے پھل تو کھلاتا چلا جا
تو زخموں پہ مرہم لگاتا چلا جا
تو بن راہبر جگمگاتا چلا جا
دعاؤں سے مُردے جلاتا چلا جا
تو یہ تیر ہر دم چلاتا چلا جا
اُسے اپنا دکھڑا سناتا چلا جا
محبت کے تو گیت گاتا چلا جا
تر و تازہ پھل روز کھاتا چلا جا
قدم اپنا آگے بڑھاتا چلا جا
تو اے احمدی مسکراتا چلا جا

(طالب دعا ۔ چوہدری عنایت اللہ احمدی لندن)

انکول چندر ٹھاکر کے یوم پیدائش پر منعقدہ تقریب میں نمائندگی

مورخہ ۲۷/۵/۹۰ کو ۸½ بجے صبح غنچہ پاڑہ سے تقریباً ۱۰ کلو میٹر بمقام وانڈی والی میں ۔ ہندو دھرم سبھا کی طرف سے انکول چندر ٹھاکر جی کے جنم دن پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں خاکسار کو بطور نمائندہ شرکت کی دعوت دی گئی چنانچہ خاکسار اور صدر صاحب جماعت احمدیہ مقررہ وقت پر مقام جلسہ میں پہنچے مقررین نے اپنے اپنے مذاہب کے پیشوایان کے مناقب بیان کئے خاکسار نے بھی اسلام اور مذہبی رواداری کے عنوان پر تقریر کی اور اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا اور سینکڑوں افراد تک پیغام حق پہنچایا ۔
(شمس الدین خان معلم وقف جدید)

درخواست دعا عزیز طاہر احمد طارق متعلم مدرسہ احمدیہ نگینہ میں خاکسار کی والدہ محترمہ عرصہ چار پانچ ماہ سے سخت بیمار چلی آرہی ہیں اسی طرح خاکسار کی ایک بہن کے دائیں بازو میں شدید درد ہے دونوں کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے

پاکستان کی موجودہ سیاسی حالت

احمدیوں کی نظر میں

لندن ۱۲ اگست ۔ مظلوم جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا کہنا ہے کہ پاکستان کی موجودہ بگڑی ہوئی سیاست صرف فوج کے عمل دخل سے ہی راہ راست پر آسکتی ہے۔

احمدی جو کہ فوجی اقتدار کے دور میں ظلم و تشدد کا شکار رہے اب مسز بینظیر بھٹو کی حکومت کے دور میں بھی سابقہ ماحول کے بدستور قائم رہنے کی وجہ سے پھر فوج کی طرف ہی دیکھ رہے ہیں

جناب طاہر احمد صاحب نے ۔ INDIA ABROOD NEWS SERVICE (خبر رساں ایجنسی بیرون ہند) کو بتایا کہ پاکستان میں سیاسی حالات کا نقشہ کچھ ایسا ہی ہے جیسے!

"از ایں سو رانده و ازاں سو مانده"

فوجی حکومت کے دور میں ہی حالات میں شدید بگاڑ پیدا ہوا اور اب ایسا وقت آگیا ہے کہ صرف فوج کی مدد سے ہی مسروقہ سیاسی اقدار کی بحالی ممکن ہے۔

انہوں نے کہا کہ فوج کی طرف سے سیاست دانوں کو یہ ہدایت ہونی چاہیئے کہ وہ جنرل ضیاء کے فوجی عہد اقتدار میں کیئے گئے نقصانات کی تلافی کرے جنرل ضیاء الحق نے معاشرتی تعلقات میں گہرے شگاف پیدا کر دیئے تھے جس میں احمدیوں کو عام معاشرے سے الگ کرنے کا عمل بھی شامل ہے۔

اندریں حالات فوج کا یہ فرض ہے کہ وہ آج کے اہل سیاست کی توجہ اس طرف منعطف کرائے کہ وہ عوام کو امت واحدہ بننے کی تعلیم و تربیت دیں انہیں اس سلسلہ میں محمد علی جناح صاحب کی خواہشات کا احترام کرنا چاہیئے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد جناب جناح صاحب نے ملاؤں کے آگے جھکنے اور احمدیوں کو جلا وطن کرنے یا قانونی حقوق سے محروم کرنے سے بالکل انکار کر دیا۔ اگر موجودہ حکومت ملاؤں کے آگے ہتھیار ڈال دیتی ہے تو پاکستان ایک ایسے خطرناک موڑ پہ آجائے گا جہاں سے واپسی ناممکن ہوگی۔

احمدیوں کو پاکستان میں از رُوئے قانون کافر اور غیر مسلم قرار دیا گیا ہے ان پر سالہا سال سے برپا کیئے جا رہے مظالم اور فسادات میں۔ بہت سے احمدیوں کی قیمتی جانیں تلف ہو چکی ہیں اور کئی احمدیوں کو قید و بند کی سزا بھگتنی پڑی ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جو آج کل لندن میں مقیم ہیں کے خیال میں حکومت پاکستان کا احمدیوں کو پاکستان سے الگ کرنے کا عمل ملک کو کمزور کر رہا ہے۔ اور اب نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ سوائے فوج کے دانشمند لوگوں کے کوئی اور شخص ملک کی حفاظت کرنے سے قاصر ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج فوج میں صاحب اقتدار لوگ کافی سمجھدار اور معاملہ فہم ہیں۔ شاید انہیں سابقہ تجربات کی بناء پر یہ سبق مل گیا ہو کہ ایک شگاف پڑنے کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ مزید کئی شگاف پڑ جاتے ہیں۔ لہذا انہیں چاہیئے وہ پاکستان کو متحد کرنے کی فکر کریں۔

موصوف کے خیال میں پاکستانی زمام اقتدار متعصب اور کمزور ملاؤں کے ہاتھ میں ہے۔ عوام نے ہمیشہ ہی ملاؤں کو رد کیا ہے۔ اسی لیئے انہیں انتخابات میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں حاصل ہوئی ہے۔

جناح صاحب نے کبھی بھی ملائیت قائم کرنے کی نہیں سوچی لیکن آج۔ کوئی بھی سیاست دان بغیر فوجی مدد کے یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ برملا ملاؤں کو اپنی ناپاک کاروائیاں بند کرنے کا حکم جاری کرے۔

ابھی تک فوج کی کارکردگی توقع سے کم ہی نظر آئی ہے۔ آیا یہ ملک کے مفاد میں ہوگی یا نہیں یہ اس بات پر منحصر ہے کہ اب فوج ملکی آئین کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ میں جناب جتوئی صاحب کو جانتا ہوں وہ ایک سمجھدار اور ذی ہوش سیاست دان ہیں لیکن انہوں نے شبہ ظاہر کیا کہ شاید وہ کوئی فیصلہ کرنے میں خودمختار نہیں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ کوئی بھی سیاست دان اس قدر طاقتور اور اثر و رسوخ والا نہیں ہے جو احمدیوں کے حالات میں بہتر تبدیلی پیدا کر سکے۔

مسز بے نظیر بھٹو نے حالات سے سمجھوتا کر کے ایک ایسے شخص کا بطور صدر انتخاب کیا جو انہیں کسی بھی صورت قبول نہیں تھا۔ انکو اُس وقت اتنی سمجھ اور ہوش ہونی چاہیئے تھی کہ وہ اپنی سیاسی زندگی کی موت کے کاغذ پر دستخط ثبت کر رہی ہیں۔

جماعت احمدیہ کے نمائندہ رشید احمد صاحب چوہدری نے بتایا کہ احمدیوں کی کل تعداد کا ½ حصہ پاکستان میں ہے۔ پاکستان میں جمہوریت قائم ہونے اور PPP کے سیکولر SECULAR منشور کے باوجود احمدیوں پر مظالم جوں کے توں جاری ہیں

جناب چوہدری صاحب نے مزید کہا کہ مسز بے نظیر بھٹو کی دور حکومت میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کیئے گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہا تھا۔ احمدیوں کو اس لیے کافر قرار دیا جاتا ہے کیونکہ وہ بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب جنہوں نے الٰہی حکم کے تحت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا ایمان لاتے ہیں اس جماعت کا مرکز ربوہ (پاکستان) میں ہے وہاں بھی کئی احمدیوں پر ظلم و ستم کیا جا رہا ہے۔

جناب چوہدری صاحب نے مزید بیان دیا کہ جماعت کے اخبار "الفضل" کے مدیر کے خلاف کئی الزامات عائد کیئے گئے ہیں اور انہیں چار مرتبہ قید کی سزا بھی ہو چکی ہے۔ گذشتہ سال ماہ اپریل میں انہیں کے خلاف اخبار میں قرآنی آیات شائع کروانے کی بناء پر استغاثہ دائر کیا گیا تھا۔

بہت سے قصبوں میں کئی احمدیوں کو "السلام علیکم" کہنے پر قید کی سزا دی گئی ہے۔ اسلام آباد میں ایک ہی گھر کے سات افراد کو شادی کارڈ پر کلمہ طیبہ شائع کروانے کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ گذشتہ سال اپریل میں احمدی سرکاری ملازمین کی فہرست تیار کرنے کے احکام جاری ہونے پر احمدیوں کے لیئے مزید خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

۱۹۸۴ء سے اب تک تقریباً ۲۷ احمدی شہید کیئے جا چکے ہیں اور ۳۰۰۰ سے زائد کو قید کی سزا ہو چکی ہے۔

ترجمہ از انگریزی روزنامہ انڈین ایکسپریس نئی دہلی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۹۰ء

INDIAN EXPRESS NEW DELHI 13/8/90

بالی کھوری آسام میں تبلیغی گفتگو

مکرم عبد الاول صاحب معلم وقف جدید نزار بیٹا آسام تحریر کرتے ہیں کہ بمقام بالی کھوری جامع مسجد کے سامنے مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ اور دو غیر احمدی علماء میں ایک تبلیغی گفتگو منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب نے شرکت کی جنہیں سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر دیا گیا۔

اسی طرح زیر تبلیغ چھ افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور باقی افراد کو بھی قبول حق کی توفیق دے۔ آمین

امتحان دینی نصاب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

مورخہ ۱۸؍ نومبر سنہ ۱۹۹۰ء

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال سنہ ۱۳۶۹ ہش ۱۹۹۰ء کے امتحان دینی نصاب کے لئے (۱) رسالہ "جماعتی تربیت اور اس کے اصول" از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ (۲) اخبار جنگ (لندن) کو حضرت امام جماعت احمدیہ کا انٹرویو بطور نصاب مقرر ہے۔ ہر دو کتب نظارت نشر و اشاعت میں دستیاب ہیں۔ یہ امتحان ۱۸ نومبر ۱۹۹۰ء بروز اتوار ہوگا۔ احباب اس دینی امتحان میں بکثرت شامل ہوکر علمی، دینی اور روحانی برکات حاصل کریں۔ عہدیداران جماعت، مبلغین و معلمین صاحبان احباب جماعت کو امتحان دینی نصاب کی اہمیت و فوائد سے روشناس کرا دیں اور دینی امتحان میں شامل ہونے والے احباب کے اسماء مع ولدیت نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت دے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اعلان برائے موصیان

تمام موصی احباب و خواتین کی توجہ کے لئے تحریر ہے کہ دفتر بہشتی مقبرہ کی جانب سے فارم تشخیص اصل آمد برائے تکمیل صدر صاحبان کی خدمت میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ لہذا اپنے اپنے فارم صدر صاحبان سے حاصل کرکے اس میں اپنی گزشتہ سالانہ آمد (یکم جولائی سے ۳۰ جون کے حساب سے) درج کرکے جماعت کے سیکرٹری مال صاحب کو دیدیں۔ سیکرٹری صاحب مال جماعت اپنی تصدیق سے وہ فارم دفتر ہذا کو ارسال کریں۔ اس سلسلہ میں قاعدہ ۶۹ بغرض اطلاع درج ہے:-

"ہر موصی کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ سالانہ فارم اصل آمد حسب نمونہ جدول ج پُر کرکے دفتر کو بھجوائے۔ فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ وہ مناسب تنبیہ کے بعد موصی کو بقایا دار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کرے جو منسوخی وصیت تک بھی ہو سکتی ہے۔"

لہذا تمام موصی احباب اپنے فارم پُر کرکے سیکرٹری صاحب مال کو دیدیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اعلان بغرض دعا

اللہ تعالیٰ نے اس سال اپنے فضل سے میرے بیٹے چوہدری سفیر احمد کو مورخہ ۱۷ جنوری کو پہلی بیٹی عطا فرمائی جو کہ مکرم برادرم چوہدری ظفر احمد صاحب ہالینڈ کی نواسی ہے اور چوہدری بشیر احمد صاحب آف کینیڈا کی پوتی ہے نام "صدبانہ سفیر" رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے چوہدری ظہیر احمد کو مورخہ ۱۸ اگست کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود "وقف نو" میں شامل ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام "منیب احمد" تجویز فرمایا ہے۔ منیب احمد محترم الحاج چوہدری بشیر احمد صاحب آف کھاریاں کا پوتا اور محترم چوہدری عبد السمیع صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔ ہر دو کے نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اس خوشی میں اخبار بدر کے لئے ہدیۂ اعانت ۲۰ ڈالر ارسال ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

خاکسار۔ مبارکہ بیگم اہلیہ الحاج چوہدری بشیر احمد صاحب حال کینیڈا۔

دکن کا پہلا شہید

از مکرم محمد نعمت اللہ صاحب انور غوری یادگیر

ضلع گلبرگہ کے ایک موضع تماپور جو یادگیر سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے میں عرصۂ دراز سے جماعت قائم ہے حضور اقدس کے مباہلہ کے چیلنج کے بعد سے مخالفت میں شدت پیدا ہونے لگی۔ جون سنہ ۱۹۹۰ء کے آخر میں ایک موقع پر شر پسند غیر احمدی مسلمانوں نے فساد برپا کر دیا۔ جس کے نتیجے میں چند احمدی زخمی ہوئے اور ایک احمدی محترم مبشر احمد صاحب دیودرگی نے جام شہادت نوش کیا۔ ہمارے اس شہید بھائی کو جنوبی ہند کے علاقہ میں پہلے شہید ہونے کا فخر حاصل رہے گا۔

محترم مبشر احمد صاحب شہید سرکاری ملازمت کے بعد تماپور میں خاندان سمیت مقیم ہو گئے تھے۔ باقی عمر جماعت کی خدمت میں گذار دینے کا عہد کر چکے تھے نہایت مرنجان مرنج، نیک طبیعت اور فدائی احمدی ہونے کے علاوہ جماعت کے عہدے پر بھی فائز تھے۔ اگرچہ کہ اس جاں گداز حادثے پر قلوب افسردہ و غمگین ہیں مگر شہادت ایک انعام الٰہی ہے۔ بالخصوص افرادِ خاندان شہید اور بالعموم افراد جماعت کے لئے محترم مبشر احمد صاحب کی شہادت سرمایۂ افتخار ہوگی۔ تاریخ احمدیت میں ہمیشہ کے لئے شہید کا نام زندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح پر اپنی رحمتوں کی بے شمار بارش نازل فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں جگہ دے کر درجات بلند فرمائے اور شہید کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اُن کا خود کارساز و کفیل ہو جائے۔ (آمین)

محترم امیر جماعت یادگیر کیساتھ خاکسار بھی تماپور گیا تھا اُن واقعات سے متاثر ہو کر اپنے جذبات و احساسات کو نظم کی صورت میں موزوں کرنے کی سعی کی ہے۔ جس کو ہدیۂ قارئین "بدر" کر رہا ہوں تا تحریک دعا ہو جائے۔

اے مبشر تجھ پہ رحمت ہو خدا کی بیکراں
یاد ہر دل میں رہیگا نام تیرا جاوداں

اے شہید احمدیت! تو ہوا فخر دکن
تو نے پائی ہے سعادت اوّلیں در این چمن

حق کی خاطر جس نے پائی موت کیا وہ موت ہے؟
ہو گیا اب زندۂ جاوید کیا وہ فوت ہے!

موت سے انسان کو ہرگز نہیں کوئی مفر
سو برس رہ کر بھی اِس دُنیا سے جانا ہے گذر

جو خدا کی راہ میں مر جاتے ہیں مردہ مت کہو
اصل میں وہ زندگی پاتے ہیں مردہ مت کہو

عہد و پیماں تو نے جو باندھا تھا پورا کر دیا
گلستانِ آفریں میں اپنا خوں شامل کیا

خون بھی شامل ترا اِس سیلِ رنگ و نور میں
نام روشن کر گیا تاریخ تماپور میں!

صدق سے اہل وفا کا نام یوں اونچا کیا
آفریں صد آفریں باطل کا سر نیچا کیا!

رنگ لائیگا ترا خونِ شہادت ایک دن
آشکار ہو جائیگی اُن پر صداقت ایک دن

اے خدا مرحوم کے ورثاء کو دے صبر جمیل
تو سدا اُن کا رہے اب حافظ و ناصر کفیل

ہے دعاء انور کی وہ ہو جائے جنت کا مکیں
فضلِ رب سے ملے اک درجۂ اعلیٰ تریں

درخواستِ دعا

مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب انصاری حیدرآباد سے اپنی اور اپنے اہل و عیال اور متعلقین کی صحت و سلامتی کاروبار میں برکت اور روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا کرتے ہیں ——— (ایڈیٹر)

درخواستِ دعا

مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب انصاری حیدر آباد سے اپنی اور اپنے اہل وعیال اور متعلقین کی صحت و سلامتی کاروبار میں برکت اور روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا کرتے ہیں

(ایڈیٹر)